حمد و نعت اور منقبت کا حسین گل دستہ

بنام

نغماتِ عارفؔ

نتیجۂ فکر

(مولانا) غیاث الدین احمد عارفؔ نظامیؔ مصباحیؔ

خادم التدریس: مدرسہ عربیہ سعید العلوم یکماڈپو،
لکشمی پور، مہراج گنج، یوپی

ناشر

البرکات نیشنل اسلامک اکیڈمی، بھیرہواں، نیپال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعارفِ کتاب

نام کتاب	نغماتِ عارفؔ
تالیف	(مولانا) غیاث الدین احمد عارفؔ، مصباحیؔ، نظامیؔ
نظر ثانی	مفتی محمد نظام الدین، مدظلہ العالی، براؤں شریف
	مفتی محمد صادق مصباحیؔ، علیگ سعید العلوم لکشمی پور
سن اشاعت	اپریل ۲۰۱۶ء بموقع انٹرنیشنل تاجدار حرم کانفرنس
ترتیب و تزئین	(مولانا) نور محمد مصباحیؔ، جامعیؔ
صفحات	۱۲۰
قیمت	
ناشر	البرکات نیشنل اسلامک اکیڈمی، بھیرہواں، نیپال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شرفِ اِنتساب

میں اپنی اس حقیر کاوش کو امام اہل سنت، مجدد دین وملت، معجزۃ من
معجزات النبی الکریم، حسان الہند،

اعلیٰ حضرت **امام احمد رضا** فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ

کے نام

منسوب کرتے ہوئے فخر محسوس کرتا ہوں

جنھوں نے اپنی تحریر وتقریر اور اپنے نثر ونظم کے ذریعہ پوری دنیا میں عشق رسول
اکرم ﷺ کی شمع جلائی

گر قبول افتد زہے عزو شرف

عارف مصباحی

اپنی بات

مجھے زمانۂ طالب علمی سے ہی شاعری کا شوق تھا لیکن فراغت کے بعد یہ ذوق کچھ اور بڑھ گیا، اگرچہ میں اس قابل نہیں کہ اس صنفِ نازک میں طبع آزمائی کرتا مگر کچھ ٹوٹے پھوٹے اشعار اس امید پر کہتا رہا کہ شاید یہی بارگاہ رب العزت میں ہماری نجات کا ذریعہ بن جائے۔

آپ جانتے ہیں کہ ہم جس علاقے میں بستے ہیں یہاں اپنی بول چال میں اردو زبان کا استعمال صرف پڑھے لکھے لوگ ہی کرتے ہیں وہ بھی ضرورت کے اوقات میں یا کچھ گنے چنے گھرانوں میں اس کا رواج ہے ۔ یہاں مشکل اُردو سمجھانا بہت مشکل ہوتا ہے، اس باعث ہم نے اپنی شاعری میں عام فہم زبان کا استعمال کیا ہے کیونکہ ہمارے مخاطب یہی سمجھنے اور بولنے کے عادی ہیں۔

یوں تو مختلف ماہناموں، اخبارات اور رسائل میں میری ادنیٰ کاوش کو پہلے بھی جگہ ملتی رہی ہے مگر کتابی شکل میں یہ ہمارے کلام کا پہلا مجموعہ ہے جسے "نغمات عارفؔ" کا نام دیا گیا ہے۔

میری تمام تر کاوشوں کی تعریف کے اصل مستحق میرے والد محترم و مکرم عالی جناب **الحاج محمد امین** صاحب قبلہ ہیں جنھوں نے مجھے اب تک گھریلو ذمہ داریوں سے سبکدوش رکھا ہے جس کی بنا پر میں اطمینان کے ساتھ کام کر سکتا ہوں، اللہ رب العزت اپنے حبیب پاک صاحب لولاک ﷺ کے طفیل انھیں صحت و تندرستی اور عمر دراز عطا فرمائے۔

اور خصوصی طور پر میں مشکور ہوں جامع معقول و منقول، ادیب باکمال، مفکر اسلام حضرت علامہ **مفتی محمد نظام الدین نوریؔ** صاحب قبلہ مد ظلہ العالی استاذ مرکزی درسگاہ دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف سدھارتھ نگر، کا جنھوں نے اپنا

قیمتی وقت عطا فرماکر از راہ ذرہ نوازی "نغماتِ عارفؔ" کو بغور ملاحظہ فرمایا، حسب ضرورت اصلاح فرمائی اور حقیر کی حوصلہ افزائی کے لیے دعائیہ کلمات بھی رقم فرمایا۔

ان کے علاوہ میں اپنے ادارے کے قابل ترین، مخلص استاذ حضرت علامہ مفتی **محمد صادق مصباحیؔ** صاحب قبلہ کا بے حد مشکور ہوں جنھوں نے اس پر نظر ثانی فرمائی، نیز سعید العلوم کے بہت ہی متحرک وفعال استاذ مولانا **نور محمد مصباحیؔ** صاحب قبلہ کا بھی بے حد مشکور ہوں جنھوں نے اِس کی ٹائپنگ اور تزئین کاری فرماکر ہمارا تعاون فرمایا۔ اپنے محب محترم حضرت علامہ، مولانا **مظہر علی علیمی** نظامی صاحب قبلہ کی حوصلہ افزیئوں اور ان کی دائمی نوازشات کا بھی شکریہ جو ہمیشہ ہماری تمناؤں اور آرزوں کو نئی مہمیز عطا فرماتے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ میں ایک کم علم اور بے حیثیت انسان ہوں، میرے اندر ایسی کوئی قابلِ تعریف، صفت نہیں جس پر غرّہ کروں اور اُس پر طرفہ تماشہ یہ کہ میں نے حمد و نعت اور منقبت جیسے اہم موضوع پر قلم اُٹھانے کی ہمت کی ہے، جہاں ہر ہر لمحہ احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ بس یوں کہیے کہ ایک چھوٹے منھ نے بڑی بات کہنے کی جسارت کی ہے، اللہ رب العزت اور اس کے پیارے رسول کریم ﷺ اسے اپنی بارگاہ میں قبول فرمالیں اور اسے نجات کا ذریعہ بنادیں تو ہمارا کام بن جائے۔

اہل علم کی بارگاہوں میں عرض ہے کہ اگر مجھ حقیر، سراپا تقصیر سے کہیں کوئی لغزش سرزد ہوئی ہو تو رہنمائی فرماکر اصلاح فرمائیں۔

غیاث الدین احمد عارفؔ مصباحیؔ نظامیؔ
خادم التدریس: مدرسہ عربیہ سعید العلوم یکماڈپو، لکشمی پور، مہراج گنج

دعائیہ کلمات

ادیب باکمال، مفکر اسلام، جامع معقول و منقول، حضرت علامہ
الحاج مفتی **محمد نظام الدین نوریؔ** مدظلہ العالی
استاذ دارالعلوم اہل سنت فیض الرسول براؤں شریف

....

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اس وقت حضرت مولانا **غیاث الدین عارفؔ مصباحیؔ** صاحب کے شعری وفکری کاوشات پر مشتمل، نعت ومنقبت کا ایک حسین گلدستہ ''**نغمات عارفؔ**'' میرے پیش نظر ہے۔ مولانا موصوف، مدرسہ عربیہ، سعید العلوم، یکما ڈپو، پچھمی پور، مہراج گنج کے استاذ اور جماعت اہل سنت کے ایک باصلاحیت عالم، عمدہ مدرس، خوش فکر شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت بااخلاق، سنجیدہ اور قوم وملت کا درد رکھنے والے ہیں۔ چوں کہ شعروسخن میں مولانا موصوف عارفؔ تخلص رکھتے ہیں، اسی مناسبت سے ان کے مجموعۂ کلام کا نام '' **نغمات عارفؔ**'' ہے۔

انھوں نے بغرض اصلاح، نغمات عارفؔ مجھے پیش کیا حالاں کہ مجھے اپنی کم علمی، بے بضاعتی کا اعتراف ہے۔ اس کے باوجود انھوں نے مجھے اس لائق جانا۔ میں مولانا کے اس حسن ظن کا معترف بھی ہوں اور مشکور بھی۔ الحاصل یہ کہ میں نے پورے مجموعے کو غور سے دیکھا اور اپنی معلومات کے مطابق کچھ مقامات پر اپنی رائے بھی پیش کر دی۔ عارفؔ صاحب کے کلام میں پختگی ہے اور کیوں نہ ہو جب ایک باصلاحیت عالم دین، شعروسخن کی جانب متوجہ ہوتا ہے تو اس کے کلام کا

ہر مصرعہ اس کی صلاحیتوں کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ عمدہ تشبیہات، نادر استعارات، اور برمحل محاوروں کے استعمال نے کلام میں مزید جان ڈال دی ہے۔ پورے کلام میں آورد کم، البتہ آمد کا رنگ زیادہ نمایاں ہے۔ حق یہ ہے کہ نعت گوئی توفیق ربانی کے بغیر ممکن نہیں۔

نعت گو پر کبھی جب فضل خدا ہوتا ہے
تب کہیں نعت کا اک مصرعہ ادا ہوتا ہے

کلام میں شعر اور پاسِ شرع دونوں کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ ہر چند کہ یہ نہایت مشکل امر ہے لیکن توفیقِ ربانی جس کے شامل حال ہو جائے اس کے لیے آسان بھی ہے۔ اردو نعت گوئی میں امام نعت گویاں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے نقشِ قدم پر چلنے والوں کے لیے یہ معاملہ مزید آسان ہو جاتا ہے۔ خود اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

جو کہے شعر و پاسِ شرع، دونوں کا حسن کیوں کر آئے
لا اسے پیشِ جلوۂ زمزمۂ رضا کہ یوں

بہر حال پورے مجموعہ کلام پر بحث کرنے کے لیے بڑا وقت چاہیے اور کافی صفحات۔ مصروفیت کی بنا پر بس اس دعا پر اکتفا کرتا ہوں کہ مولیٰ عزوجل، مولانا کے اس مجموعۂ کلام کو قبول عام سے نواز کر قوم کے لیے سامان استفادہ اور مولانا موصوف کے لیے سامان آخرت بنائے۔ آمین! بجاہ حبیبه سید المرسلین علیه وعلیٰ آله اکرم الصلوٰۃ والتسلیم .

نظام الدین احمد نوریؔ
دار العلوم اہل سنت فیض الرسول براؤں شریف
۶/ رجب المرجب ۱۴۳۸ھ مطابق: ۴/ اپریل ۲۰۱۷ء بروز سہ شنبہ

عالی وقار ڈاکٹر **محمد حسین مشاہدؔ رضوی** صاحب قبلہ (پی، ایچ، ڈی)

سکریٹری رہنما ایجوکیشنل سوسائٹی، ناسک، مالے گاؤں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

حضرت مولانا **غیاث الدین احمد** عارفؔ نظامیؔ مصباحیؔ، استاذ مدرسہ عربیہ، سعید العلوم، یکما ڈپو لچھمی پور، مہراج گنج، جواں سال و جواں عزم اور متانت و سنجیدگی کے پیکر، مخلص داعیِ دین ہیں۔ جن کی فکرِ جمیل دین و دیانت کے ایوانوں میں اپنی فکری طہارت و پاکیزگی سے خوب صورت شمعیں روشن کرنے میں ہمہ دم مصروف و مشغول ہے۔

اردو کے علاوہ عربی، فارسی، ہندی اور بھوجپوری میں عالمانہ دسترس کے حامل اس جواں سال قلم کار اور شاعر و ادیب کی زنبیلِ حیات میں کئی شعری و نثری کتب و رسائل جگمگا رہی ہیں۔ عربی، فارسی اور اردو زبان و ادب سے آپ کو خاصا لگاؤ ہے، عربی اور فارسی کے اہم علمی و ادبی اثاثوں کو اردو کے قالب میں ڈھالنے میں ان کی پیش رفت قابلِ ستایش ہے، اس میدان میں آپ کی جودتِ فکر نے کئی اہم کارنامے انجام دیے ہیں جن میں شیخ المشائخ حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب مارہروی قدس سرہٗ کے عربی اور فارسی کلام کا

اردو ترجمہ اور پیر مفتی محمد ابوالنصر محمد ریاض الدین قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اٹک، پنجاب، پاکستان کے فارسی اشعار کا ترجمہ و تشریح قابلِ ذکر ہیں۔

مولاناموصوف کو زمانۂ طالب علمی ہی سے شاعری کا ذوق و شوق تھا، تعلیم سے فراغت کے بعد ان کا یہ شغف مزید فراواں ہوگیا۔شروع میں تقدیسی صنفِ سخن، نعت کو اپنا وطیرہ بنایا، بعدہٗ کج ادا صنفِ سخن، غزل کی زلف کے اسیر بھی ہوگئے۔آپ کے موے قلم نے حمد ومناجات، مناقب و قصائد اور تعلیمی اداروں کے ترانے وغیرہ میں بھی اپنے جلوے بکھیرے ہیں۔

اس وقت میرے پیشِ نظر مولانا مصباحی کا شعری مجموعہ ’’ نغماتِ عارف‘‘ ہے۔جو آپ کی شعری و فکری صلاحیتوں کا آئینہ دار تو ہے ہی، لیکن عقیدے وعقیدت کی جو دلکش اور دل نشین پرچھائیاں اس مجموعے میں شامل کلام کی زیریں رَو سے ابھرتی ہیں وہ آپ کی شہرۂ آفاق خوش عقیدگی کی غمازی کرتی ہوئی فکر و نظر کو صیقل کرتی ہیں۔

’’ نغماتِ عارف‘‘ میں شامل اکثر کلام، سادگی کے جلو میں پُرکاری کے حسین و جمیل نمونے ہیں، جو تصنع و تکلف سے پاک ہیں۔ عام فہم، آسان، سہل اور سلیس و رواں دواں اسلوب میں لکھے گئے یہ کلام کافی حد تک متاثر کن ہیں۔ سادہ لفظیات، عمدہ تراکیب، خوب صورت استعارات، اچھوتے قوافی، البیلی تراکیب اور شعری و فنّی محاسن کو

اُجالتی غیاث الدین عارفؔ نظامیؔ مصباحیؔ کی شاعری قابلِ تحسین و آفرین ہے۔ حمد و مناجات، دعا وسلام، نعت ومناقب، قصائد وقطعات، ترانے اور منظومات پر مشتمل ”نغماتِ عارف“ اردو دنیا کے لیے ایک بہترین تحفہ ہے۔راقم مولانا مصباحی کو اس دل کش مجموعے کی اشاعت پر ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہے۔

زیرِ نظر مجموعۂ کلام سے شعروں کا انتخاب پیش کرنے کے بجاے براہِ راست اس کے مطالعہ کی دعوت دیتے ہوئے دعاگو ہوں کہ اللہ کریم اپنے محبوب مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کے صدقہ و طفیل اس مدحت نگاری و ثناخوانی کو شرَفِ قبول بخشے اور موصوف کے لیے توشۂ آخرت بنائے، آمین بجاہ سید المرسلین!

ڈاکٹر محمد حسین مشاہد رضوی

۲۷جمادی الاخریٰ ۱۴۳۸ھ

۲۶اپریل ۲۰۱۶ء بروز اتوار

حمد باری تعالیٰ

زمین تیری ہے اور آسمان تیرا ہے
مکان تیرا ہے اور لامکان تیرا ہے

یہ حسنِ گُل ، یہ ندی ، آبشار ، بحر وکوہ
یہ مہر و ماہ وحسیں کہکشان تیرا ہے

تری ہی قدرتِ کامل سے ہے فنا وبقا
رکھے کہ چھوڑ دے تیر وکمان تیرا ہے

ترے کرم پہ ہی سارا جہان پلتا ہے
تمام خلق کی خاطر یہ خوان تیرا ہے

تری عطا سے ہیں شادابیاں زمینوں کی
فلک پہ ذکر ہے تیرا بکھان تیرا ہے

ترا ہی نور ہے شمس و قمر ، ستاروں میں
یہ باغ بھی ہے ترا ، باغبان تیرا ہے

شعورِ فکر ونظر میں کہاں سمائے تُو
حدود وقید سے بالا بیان تیرا ہے

کرم کی آس ہے عارفؔ کو تیری رحمت سے
کریم ہے تو یقیناً ، بیان تیرا ہے

دُعا

یارب! مرے خیال کو حُسنِ خیال دے
میرے دل و جگر کو تُو سوزِ بلال دے

تُو ہی ہمارا حامی و ناصر ہے خدایا
مجھ کو غم والم کے بھنور سے نکال دے

میں جب پڑوں مصائب وآلام میں خدا
صدقے میں مصطفٰی کے انھیں سر سے ٹال دے

یارب ترے خزانے میں کچھ بھی کمی نہیں
دارین کی خوشی، مری جھولی میں ڈال دے

ظاہر مرا حَسِین ہو، باطن بھی خوشنما
مجھ بے عمل کو اِس طرح، حسن وجمال دے

مانگوں تجھی سے صدقہ میں، تیرے حبیب کا
روضے پہ مصطفٰی کے مِری جاں نکال دے

وہ ہاتھ جو اُٹھے ترے دربار میں فقط
اے ربِّ کل جہان، وہ دست سوال دے

ڈَھل جاؤں عاشقانِ رسالت کے رنگ میں
یارب مرے وجود کو وہ خَدّوخال دے

برباد کر نہ دیں مجھے دنیا کے رنگ وبُو
عصیاں کے اس دیار میں مجھ کو سنبھال دے

عارفؔ کی بس یہی ہے دعا تجھ سے صبح وشام
عشقِ رسولِ پاک کے سانچے میں ڈھال دے

مناجات

پروردگارِ عالم ! ہم سب کو روشنی دے
عشقِ نبی کی دولت ، ایماں کی تازگی دے
دل کو ہمارے کر دے ، بغض وحسد سے ستھرا
اِس رُوسیہ کو مولیٰ الفت کی زندگی دے
ہو دین کی محبت ، ہم سب کے دل میں یارب
روزہ نماز وحج کی ، ہم سب کو چاشنی دے
ہم صبح وشام یارب ! بس اتنا مانگتے ہیں
سرکارِ کُل جہاں کی ، ہم کو بھی چاکری دے
محشر کے دن شفاعت ، آقا کی مانگتے ہیں
جنت میں ہم کو اپنے دیدار کی خوشی دے
میرا گناہ یارب ! ہر لمحہ ، ہر قدم ہے
تو ہے رحیم ، مولیٰ ! رحمت کی بھیک ہی دے
دنیا و آخرت میں تو سُرخرو بنا دے
اسلام کی ہو خدمت ، مجھ کو وہ زندگی دے
باطل پہ بن کے چمکے جو برق بار ، یارب
احمد رضا کے جیسا پھر کوئی عبقری دے
اسلام کا ہو پرچم ، دنیا کے ہر قلعے پر
یارب ہمیں دوبارہ ، وہ شانِ خسروی دے

الٰہی! مشکلیں آسان کر دے

الٰہی ! مشکلیں آسان کر دے
مسلمانوں کو پھر ذی شان کر دے

جو دشمن ہیں محمد مصطفیٰ کے
انھیں بھی صاحبِ ایمان کر دے

بَسادے اُن کے دل میں بھی محبت
اُنھیں بھی عاشقِ قرآن کر دے

جو دنیا کی محبت میں ہیں ڈوبے
نبی کا تابعِ فرمان کر دے

بُرے ہیں یا بھلے ، پر ہیں تو تیرے
انھیں پھر سے وہی سلطان کر دے

کریں کفار ، گر ہم سے کوئی مکر
تو ان کے مکر کو بے جان کر دے

تڑپتا ہے بڑی مدت سے عارفؔ
مدینے کا اسے مہمان کر دے

☆☆☆☆☆

پیارا مدینہ دِکھا، یا الٰہی!

ہے عاصی کے دل کی صدا یا الٰہی
محبت میں اپنی گُما یا الٰہی

ہے فردوس جس پر نثار اور قرباں
وہ پیارا مدینہ دِکھا یا الٰہی

میں محصورِ بحرِ الم ہو چکا ہوں
مجھے اس بھنور سے بچا یا الٰہی

میں پھنس جاؤں گا روزِ محشر یقیناً
تری گر ہوئی نہ عطا یا الٰہی

مجھے عشق کے رنگ میں رنگ دے ایسا
ہو مجھ سے نہ کوئی خطا یا الٰہی

تجھی سے لگی ہے تمنا ہماری
ترا ہوں، بُرا یا بھلا یا الٰہی

رہوں قبر اور حشر میں سُرخرو میں
نہ ذلت کا ہو سامنا یا الٰہی

نہیں ہے عمل کچھ، اگر ہے تو یہ ہے
کہ ہوں اُمتِ مصطفیٰ یا الٰہی

یہی ہے اَثاثہ مری زندگی کا
نہیں کچھ بھی اس کے سوا یا الٰہی

مرا دل سیہ ہے، تُو کر دے منور
بنا دے مجھے باصفا یا الٰہی

شفاعت حبیبِ دو عالم کی، مجھ کو
عطا کر دے روزِ جزا یا الٰہی

مجھے مانگنے کا سلیقہ کہاں ہے
ادب سے ہوں نا آشنا یا الٰہی

سراپا خطا ہوں مگر ہے تسلی
کرم تیرا، لاانتہا یا الٰہی

کرم عارفؔ بے نوا پر کرم ہو
بنا دے اسے کیمیا یا الٰہی

دامن ترے دربار میں پھیلائے ہوئے ہیں

عاصی ہیں، گنہ گار ہیں شرمائے ہوئے ہیں
دامن ترے دربار میں پھیلائے ہوئے ہیں

محبوب کے صدقے میں ہمیں بخش دے مولیٰ
ہم آس یہی در پہ لگا آئے ہوئے ہیں

تو بخش دے، ہم تیرے ہی بندے ہیں الٰہی
نادم ہیں، سیہ کاری پہ شرمائے ہوئے ہیں

دامن میں مرے حُسنِ عمل، کچھ بھی نہیں ہے
امید کرم لے کے مگر آئے ہوئے ہیں

ہو نظرِ تلطّف، مری جانب بھی خدایا
ہم گردشِ دوران کے ٹھکرائے ہوئے ہیں

دِرہم کی طلب ہے، نہ ہے دینار کی خواہش
رحمت کے لیے ہاتھ یہ پھیلائے ہوئے ہیں

جو رب کے ہیں وہ حشر میں بھی شاد ہیں عارفؔ
جو رب کے نہیں حشر میں گھبرائے ہوئے ہیں

تمام خلق کو سرکار ہی کی حاجت ہے

نبی کی نعت پڑھوں یہ مری سعادت ہے
یہ نعت، حمدِ الٰہی ہے اور عبادت ہے

یہ نعت، جانِ عقیدت ہے، وجہِ رِفعت ہے
یہ جانِ ذکر ہے، ایمان کی حرارت ہے

مرے کلام میں جو چاشنی ہے، لذت ہے
یہ نعتِ پاک کی برکت ہے اور عظمت ہے

درود پڑھ کے میں پڑھتا رہا ہوں نعت اُن کی
اِسی لیے تو منوّر ہماری قسمت ہے

ہے فضل میرے خدا کا، میں ہوں غلام نبی
کہ مجھ سے عاصی پہ مولیٰ کی یہ عنایت ہے

ہر اِک بہار مرے مصطفی کا صدقہ ہے
یہ حُسنِ غنچہ و گُل، اُن کی ہی بدولت ہے

زباں کو مشک وَعنبر سے دُھو کے نعت پڑھو
جبینِ عشق کے سجدوں کی یہ تو زینت ہے

کیا، تمام رسولوں نے تذکرہ اُن کا
یہی تمام صحابہ کی پیاری سنت ہے

جو نعت پڑھتے ہیں دُنیا کی حرص ولالچ میں
نبی کا عشق نہیں، یہ تو اک تجارت ہے

اُنھیں کے فضل و کرم سے نجات پائیں گے
کہ جن کے ذکر سے ایمان میں حلاوت ہے

بروزِ حشر کوئی بھی نہ کام آئے گا
تمام خلق کو عارفؔ اُنھیں کی حاجت ہے

مدینے کی گلیوں میں جا کر تو دیکھو

مدینے کی گلیوں میں جا کر تو دیکھو
برستی ہے رحمت، نہا کر تو دیکھو

ملیں گے نبی اور خدا بھی ملے گا
ذرا، خود کو پہلے، مٹا کر تو دیکھو

جُھکے گی تمھارے قدم پر یہ دنیا
ذرا، اُن سے دل کو لگا کر تو دیکھو

نہ تم کہہ سکو گے انھیں اپنے جیسا
تعصب کی عینک، ہٹا کر تو دیکھو

انھیں کا ہے چرچا زمیں سے فلک تک
یقیں نہ ہو، قرآں اٹھا کر تو دیکھو

رضاؔ کا ہے مسلک، صحابہ کا مسلک
فتاویٰ رضا کے اٹھا کر تو دیکھو

یہ ہے مسلکِ بوحنیفہ، بلاشک
کبھی اس کے سائے میں آکر تو دیکھو

فرشتے بھی آئیں گے محفل میں عارفؔ
محبت سے نعتیں سُنا کر تو دیکھو

بروزِ قیامت، تمہی آبرو ہو

تمہی میری امید ہو ، آرزو ہو
تمہی ہو تمنا ، تمہی جستجو ہو
توجہ کے لائق ، عمل کب ہیں میرے
بروزِ قیامت ، تمہی آبرو ہو
تمہی سے قیامِ نظامِ جہاں ہے
تمہی ذرے ذرے میں ہو، کُو بکو ہو
وہ دشمن کو بھی جس نے دی ہیں دعائیں
وہ اُلفت کی تصویر ، تم ہُو بہو ہو
محبت جو تیری بسائے ہے دل میں
وہی قبر میں، حشر میں سُرخرو ہو
جو گستاخ میرے نبی آپ کا ہے
وہ رُسوا، ذلیل اور بے آبرو ہو
غبارِ قدم جو بھی آنکھوں سے مل لے
خدا کی قسم! وہ بڑا خوب رو ہو
مرے عشق میں وہ مقام اب تو آئے
جہاں پر نہ وہ ہو، نہ میں اور تُو ہو
رہوں مست میں بس ترا نام لے کر
کہ ہر سانس میں بس فقط تو ہی تو ہو
نہ آسائشِ زندگی کی ہو خواہش
مری دھڑکنوں میں تری آرزو ہو
خدا کاش محشر میں عارفؔ کو کہہ دے
دیارِ نبی کے سگِ پالتو ہو

دیکھیے، کب مجھے بلواتے ہیں

اپنے آقا کا دِیا کھاتے ہیں گُلِ طیبہ کی ثنا ، گاتے ہیں
دید کی آس میں کب سے آقا اپنی آنکھوں کو، ملے جاتے ہیں
اب تو ہو جائے شہا! چشم کرم ہم ، بہت درد سہے جاتے ہیں
میرے پیچھے ہیں ہزاروں دشمن سر پہ تلواریں وہ لہراتے ہیں
غم نہیں کچھ بھی، مرے آقا ہیں دستِ اعدا سے وہ چھڑواتے ہیں
بس وہی جاتے ہیں شہر طیبہ جن کو آقا مرے بُلواتے ہیں
نعت ان کی جو پڑھے ہیں ہر دم اپنی قسمت کو وہ چمکاتے ہیں
خوف محشر کا ، ہمیں کیوں کر ہو کہ شافعِ حشر بخشواتے ہیں
یہ انھیں کا تو کرم ہے ہم پر خود کو مومن جو کہلواتے ہیں
کتنے کم ظرف ہیں یہ نجدی بھی کھاکے، احسان بھول جاتے ہیں
مجھ پہ آقا کا کرم ہے ایسا دیکھ دشمن مجھے کتراتے ہیں
طالب دید مدینہ ہوں میں دیکھیے ، کب مجھے بلواتے ہیں
واہ عارفؔ ترے نغموں کے نثار
شوقِ دیدار جو بڑھواتے ہیں

بعدِ رب سب سے بڑے ہیں

عشق کی تابندگی دل میں سجا کر ، اے قلم
شانِ پاکِ مصطفیٰ میں اِک غزل کردے رقم

نعتِ شاہِ کُل جہاں لکھ ایسی جو مقبول ہو
تم پہ ہو جائے شہِ کونین کا فضل و کرم

حضرتِ حسان کے اشعار، رکھ کر سامنے
لکھ سنبھل کر، اس لیے کہ راہ ہے پُر پیچ و خم

لکھ نہ دُنیا کے قصیدے، وقف ہو جا اُن پہ تو
خواہشِ نفسانیت کے توڑ دے سارے صنم

ان کا روضہ، ان کی چوکھٹ، ان کی جالی چوم کر
ان سے وابستہ ہر اک ذرے کو لکھ دے محترم

ان کے گھر کو لکھ دے جنت کی کیاری بالیقیں
جن کے گھر میں رکھ دیں احمد مصطفیٰ اپنا قدم

اہل بیت پاک کا، دامن مقدس تھام کر
ہو گئے اسلاف اپنے فاتحِ عرب و عجم

اسوۂ حسنہ کو اپنی زندگی میں ڈھال کر
ہر طرف لہرا دیا اسلام کا پیارا عَلَم

آنچ آنے دی کبھی نہ عظمتِ اسلام پر
سہہ لیا آرام سے کفار کا جَور و ستم

عشق کیا ہے، یہ بلالِ مصطفیٰ سے پوچھیے
آ سکے نہ وہ کبھی در دامِ دینار و درم
ان کا احساں ہم بھلا سکتے نہیں محشر تلک
جس حسینی قافلے نے رکھ لیا سب کا بھرم

حضرت سلمان و ادہم، شیخ سمناں کا وقار
لکھ دیا، اک باب زریں، چھوڑ کر ناز و نعم
اے قلم ان سب کی عظمت کا قصیدہ لکھ دے تو
شاعرِ ایں نظم، کردے صَرف سب زورِ قلم

ہاں! مگر شان نبی میں جس نے کی گستاخیاں
اے قلم تو لکھ دے ان کو بے تأمّل، بے دھرم
حضرت فاروق نے اس کی سزا بتلا دیا
آخرت میں نار ہے اور یاں ہو اس کا سر قلم

تیری طاقت ہے کہاں، تو لکھ سکے نعتِ نبی
ہاں! اے عارفؔ سچ یہی ہے، رکھ دے تو اپنا قلم
کتنے عارف لکھتے لکھتے بس اسی پر رُک گئے
بعدِ رب سب سے بڑے ہیں آپ ہی شاہ امم

چلو مدینہ چلتے ہیں

حالِ دل آقا کو سنانے، چلو مدینہ چلتے ہیں
چاکِ جگر اپنا دکھلانے، چلو مدینہ چلتے ہیں

سائل کے دامن کو آقا اپنے ہاتھوں بھرتے ہیں
مانے یا نہ کوئی مانے، چلو مدینہ چلتے ہیں

نفس کے ظالم! رب کا ہے فرمان، درِ شہ پر جا کر
پیش کرو دل کے نذرانے، چلو مدینہ چلتے ہیں

ہاں ہاں ہر مشکل حل ہو گی میرے آقا کے در پر
تو نہ گھبرا ،اے دیوانے، چلو مدینہ چلتے ہیں

اپنی عبادت پر اِترانا تو ابلیسی خصلت ہے
کام نہ آئیں گے شکرانے ، چلو مدینہ چلتے ہیں

میں سردار، گنہ گاروں کا، اور وہ سراپا رحمت ہیں
ہاں! اپنی بخشش کروانے چلو مدینہ چلتے ہیں

رحمتِ عالم! اب ہو جائے نظرِ عنایت ہم سب پر
دیکھیے، کہتے ہیں دیوانے، چلو مدینہ چلتے ہیں

جھولی رہ جائے نہ خالی، میری اے میرے آقا
ورنہ دنیا دے گی طعنے ، چلو مدینہ چلتے ہیں

بہت ہوئی، اب اور کسی کے ٹھوکر مت کھا اے عاشق
بگڑی قسمت کو بنوانے ، چلو مدینہ چلتے ہیں

آہ! پھنسی ہے ساری اُمّت، رنج و غم کے دَلدل میں
کشتی ساحل پر لگوانے چلو مدینہ چلتے ہیں

نعلینِ سرکار کے ذروں سے عارفؔ کو نسبت ہے
اِس کی حقیقت کیا کوئی جانے، چلو مدینہ چلتے ہیں

طیبہ بلائیں کیا اچھا ہو

طیبہ بلائیں کیا اچھا ہو ‏ جلوہ دکھائیں کیا اچھا ہو
یاد میں ہم کو اپنی، سُلائیں ‏ اور جگائیں ، کیا اچھا ہو
حج کے مہینے میں ہم جائیں ‏ لوٹ نہ آئیں، کیا اچھا ہو
اپنے آقا کو اک دن ہم ‏ نعت سنائیں، کیا اچھا ہو
اُن کے قدموں میں گر جاؤں ‏ پھر وہ اُٹھائیں، کیا اچھا ہو
یاد میں جب ان کے سو جاؤں ‏ خواب میں آئیں، کیا اچھا ہو
بحرِ عصیاں میں ڈوبا ہوں ‏ آکے بچائیں ، کیا اچھا ہو
نادم ہو کر ہم عصیاں پر ‏ اَشک بہائیں ، کیا اچھا ہو
مومن ہیں ہم کاش کسی کا ‏ دِل نہ دُکھائیں، کیا اچھا ہو
اپنے غم میں روز و شب وہ ‏ ہم کو رُلائیں ، کیا اچھا ہو
حشر کے دن ہم کو ہر غم سے ‏ آقا چھڑائیں ، کیا اچھا ہو
اپنے ہاتھوں سے کوثر کا ‏ جام پلائیں ، کیا اچھا ہو
ان کے نام پہ قرباں ہو کر ‏ جان لٹائیں ، کیا اچھا ہو
ان کی آمد کی خوشیوں میں ‏ گھر کو سجائیں ، کیا اچھا ہو
یہ نجدی گر ان کی حسد میں ‏ دل نہ جلائیں، کیا اچھا ہو
مانیں یہ بھی ان کا احساں ‏ یاد منائیں ، کیا اچھا ہو
میرے نبی کا پرچم لے کر ‏ سب لہرائیں ، کیا اچھا ہو
عارفؔ کو سرکار ہمارے ‏ اپنا بنائیں ، کیا اچھا ہو

کاش مدینہ مل جاتا

بحرِ رنج و غم میں سفینہ مِل جاتا
مجھ کو یا رب! کاش مدینہ مل جاتا

جس سے مہکی ساری دنیا اے مولیٰ
مجھ کو وہ آقا کا پسینہ مل جاتا

اَوجِ ثُریّا پر ہوتی، تقدیر مری
شہرِ مدینہ میں گر، جینا مل جاتا

دستِ نبی سے روزِ محشر کاش مجھے
آبِ مقدس، کوثر پینا مل جاتا

میں بھی جاتا، اشک بہاتا طیبہ میں
ایسا کوئی حج کا مہینہ مل جاتا

روح نکل جاتی گر اُن کے قدموں میں
مجھ کو بھی جینے کا قرینہ مل جاتا

وہ ذرّہ جو نعلِ نبی سے نکلا ہے
ایسا کوئی ایک نگینہ مل جاتا

ہو جاتا گر خواب میں ہی ان کا دیدار
عارفؔ کو عالَم کا خزینہ مل جاتا

جنت کو جس پہ ناز ہے

یہ پھول، یہ کلی، چمن اور یہ جو سبزہ زار ہے
آقائے کائنات کے صدقے میں کُل بہار ہے
یہ کہکشاں کی انجمن ، شمس و قمر کی یہ کرن
صدقہ ہے سب رسول کا، غنچوں میں جو نکھار ہے
شجر و حجر کریں سلام، ہوں جانور بھی ہم کلام
آئیں جہاں ملائکہ ، وہ آپ کا دیار ہے
دنیا کی نعمتیں تو ہیں اپنی جگہ پہ اے فلک
جنت کو جس پہ ناز ہے وہ آپ کا مزار ہے
عشقِ نبی میں ڈوب کر صلّ علیٰ پڑھا کریں
یہ عاشقوں کا وِرد ہے، دل کا یہی قرار ہے
جُود و سخا، کرم، عطا، مل جائے کچھ ہمیں ضیا
نظرِ کرم ہو اے شہا! دل کی یہی پکار ہے
نازاں نہ ہو مہک پہ تو، اپنے گلاب و یاسمیں
تم سے کہیں حسین تو آقا کے در کا خار ہے
عارفؔ نہ غم کرو ذرا، تم قبر کا نہ حشر کا
ہوگا کرم رسول کا، تیرا تو بیڑا پار ہے

ضرور وہ ہمیں دربار میں بلائیں گے

ہمارے خواب میں آقا کبھی تو آئیں گے
ہمارے سوئے مقدر کو ، وہ جگائیں گے

سہا نہ جائے غمِ ہجر، اب مرے آقا
لگی ہے پیاس زیارت کی، کب بجھائیں گے

ہم یوں ہی کرتے رہیں آرزو مدینے کی
ضرور وہ ہمیں دربار میں بلائیں گے

نہیں ہے تحفۂ حسنِ عمل ہمارے پاس
لحد میں کیسے بھلا ان کو منہ دکھائیں گے

مری حیات تو گزری ہے بس گناہوں میں
مرے حضور ہی اب مجھ کو بخشوائیں گے

رکھو امید خدا کے کرم سے اے عارفؔ
یہی یقین ہے ، رحمت خدا کی پائیں گے

میرا نبی، اللہ کا مہمان ہے

میرے نبی کا مرتبہ کتنا، عظیم الشان ہے
ان کی محبت دل میں ہو، ایمان کی پہچان ہے

کوئی مقابل آپ کا دنیا میں آیا ہی نہیں
جو آپ کا ہمسر بنے کذّاب ہے، شیطان ہے

صدیق و فاروق و علی، عثماں غنی کو دیکھیے
کس طرح ان کی زندگی سرکار پر قربان ہے

روزہ نماز و حج سبھی، گر چہ ادا کرتا رہے
الفت، نبی کی گر نہیں، شیطان و بے ایمان ہے

موسیٰ کو رَبِّ اَرِنِی پہ دیدارِ نورِ رب ہُوا
خود رب انھیں بلوائے ہے، صد آفریں کیا شان ہے

جبریل آئے، لے گئے دولھا بنا کر عرش پر
یہ مرتبہ ! میرا نبی، اللہ کا مہمان ہے

ختمِ رسل، جانِ جہاں، محبوبِ ربِّ کردگار
یٰسں وطٰہٰ ہے لقب قرآن کا اعلان ہے

عارفؔ سدا لکھتے رہو نعتِ نبی، ذکرِ نبی
ہے حشر کا توشہ یہی، بخشش کا یہ سامان ہے

سینہ چیر کے دو ٹکڑے ہو گیا ہے قمر

رُخِ رسول ہے خورشید و مہ سے بھی خوشتر
اُنھیں کے نور کا صدقہ ہے نورِ شمس و قمر
ہے ان کی زلفِ مقدس گھٹائیں بادل کی
اسی کے ابر کرم سے بھرے ہیں بحر و بَر
زبان، کنجیِ کُن ہے جو بولیں ہو کے رہے
بلائیں گر تو چلا آئے ان کے پاس شجر
مثال اُن کے لبِ قدس کی میں دوں کیسے
جھڑے ہیں پھول جو بولیں، پڑھے ہیں کلمہ حجر
اور اُن کی انگلی اطہر کا کیا کمال کہوں
اٹھی ہے جس بھی طرف چاند بھی گیا ہے اُدھر
پڑے جو دست مبارک بس ایک پیالے میں
تو پی کے خوش ہوئے نہ جانے کتنے فردِ بشر
اٹھے جو ہاتھ کبھی ان کے ، سُوے رُوئے فلک
تو سینہ چیر کے، دو ٹکڑے ہو گیا ہے قمر
میں دیکھتا رہوں مرنے کے بعد بھی سب کو
پڑے جو قدمِ مبارک ہماری آنکھوں پر
کہا زمیں نے فلک سے میں تم سے اعلیٰ ہوں
کہ مجھ پہ رہتے ہیں آقا و شاہِ جن و بشر
جناب عارفؔ مصباحی! کیوں ملول ہیں آپ
بروز حشر بچائیں گے، آپ کو سرور

فرشتے بھی آئیں تری انجمن میں

کہاں ایسی خوش بو ہے مشک وختن میں
جو خوش بو ہے پیارے نبی کے دہن میں

یہ جن وبشر کیا یہ شجر وحجر کیا
فرشتے بھی آئیں تری انجمن میں

جو پھوٹی تری مسکراہٹ سے کرنیں
کہاں روشنی ایسی خُر کے کرن میں

مزا وہ کہاں تیری جنت میں رضواں
جو ہے لطف میرے نبی کے چمن میں

منائیں گے ہم، یوں ہی جشن نبی کو
مریں سارے نجدی حسد اور جلن میں

یہ نعت نبی کی ہی برکت ہے عارفؔ
عطا کردی مولیٰ نے لذت، سخن میں

سب کے دل جگمگانے لگے

آج کیوں کیف آنے لگے
سب کے دل جگمگانے لگے
میرے پیارے نبی آگئے
منہ شیاطیں چھپانے لگے
جھوم کر عاشقان نبی
ان کی محفل سجانے لگے
جس طرف سے چلے مصطفیٰ
پھول، خوشبو چُرانے لگے
یا نبی! ہو کرم کی نظر
ہم کو دشمن ستانے لگے
جب سجی محفل مصطفیٰ
نعت عارفؔ سنانے لگے

مری بگڑی بنادیتے ہیں

نام لیتا ہوں تو ہر غم کو مٹا دیتے ہیں
میرے سرکار مری بگڑی بنا دیتے ہیں
روز و شب ان کے لیے جب بھی تڑپتا ہے کوئی
خواب میں آکے اُسے جلوہ دکھا دیتے ہیں
یہ وہ دربار ہے، ملتا ہے جہاں بن مانگے
دونوں ہاتھوں سے خزانوں کو لٹا دیتے ہیں
اس کی دنیا بھی سنور جاتی ہے اور عقبیٰ بھی
پیار سے جس کو بھی قدموں میں سُلا لیتے ہیں

نبی کا نام لکھ دینا

زمیں کے ذرے ذرے پر مرا پیغام لکھ دینا
کفن کے ایک ٹکڑے پر نبی کا نام لکھ دینا

وہ کوثر ہو کہ زمزم ہو کہ وہ جنت کا پیالا ہو
ملے جو مصطفیٰ کے ہاتھ سے وہ جام لکھ دینا

جلی حرفوں میں لکھ دینا مری قسمت کے کاغذ پر
مدینے کی وہ گلیاں اور صبح و شام لکھ دینا

اگر دینا ہے کوئی شَے ہمیں بہتر سے بھی بہتر
نبی کے در کی جاروبی ہمارے نام لکھ دینا

ہمارا نامۂ اعمال تو پُر ہے گناہوں سے
اُسی کے ایک گوشے میں مرا یہ کام لکھ دینا

کہ یہ خاطی و عاصی تھا مگر اک بات یہ بھی تھی
نبی کی نعت پڑھتا تھا، یہ صبح و شام، لکھ دینا

یہی عارفؔ کی خواہش ہے اسے سُن لے مرے مولیٰ
نبی کے نعت خوانوں میں تُو اس کا نام لکھ دینا

جو سرور عالم کی محبت میں فدا ہو

جو سرورِ عالم کی محبت میں فدا ہو
ہاں صِرف وہی نار جہنم سے رِہا ہو
بیمار کوئی نام نبی دل سے جو لے لے
ہے میرا عقیدہ کہ اسے دُکھ سے شفا ہو
جب رُوح مری جسم سے نکلے مرے آقا
اے جانِ چمن، سر ترے قدموں میں پڑا ہو
کیوں کر ہو بھلا خوف، نکیرین کا مجھ کو
حامی جو مرا قبر میں محبوبِ خدا ہو
کیوں اُس کو بھلا خواہشِ حورانِ جناں ہو
جو آپ کے رُخسار پہ عاشق ہو فدا ہو
ہے واسطہ حسنین کا اے شاہ دوعالم
عارفؔ پہ بھی ہو رحم و کرم، جود و عطا ہو

مصطفیٰ کیا سے کیا کر رہے ہیں

مصطفیٰ کا کرم ہو گیا ہے، ان کی مدح و ثنا کر رہے ہیں
اپنا قلب و جگر، جان اور دل ،ان کے در پر فدا کر رہے ہیں
ہم کو سب کچھ ملا ان کے در سے ، دین و دنیا کی نعمت ملی ہے
یہ کرم ہے مرے مصطفیٰ کا، ہم کو جنت عطا کر رہے ہیں
ساری دنیا کی رحمت ہیں آقا، ہم غریبوں کی ثروت ہیں آقا
ان کا صدقہ سبھی کھا رہے ہیں، اور وہ جود و سخا کر رہے ہیں
چاند شَق ہو گیا اور سورج مستقر سے رجوع کر گیا ہے
چشم حیرت سے دیکھیں فرشتے، مصطفیٰ کیا سے کیا کر رہے ہیں
ان کا رتبہ اگر دیکھنا ہے، پوچھ لو جا کے روح الامیں سے
عرش سے فرش تک سب ملائک ، مصطفیٰ مصطفیٰ کر رہے ہیں
اعلیٰ حضرت نے ہم کو سکھایا، عشقِ سرکار ہے سب سے اعلیٰ
ان کے پیغام سے مست ہو کر، ہم تو ذکرِ رضا کر رہے ہیں
سرورِ دیں کا پیغام آئے اور عارفؔ مدینے کو جائے
بس یہی ایک خواہش ہے اس کی، دیکھیے کب عطا کر رہے ہیں

میرے نبی کا جلسہ سجا ہے

میرے نبی کا جلسہ سجا ہے، سجتا رہا ہے، سجتا رہے گا
ان کا دیوانہ نعت نبی کی پڑھتا رہا ہے، پڑھتا رہے گا
میرے نبی ہیں سب سے اعلیٰ، سب سے برتر، سب سے بالا
سارے جہاں میں سکہ نبی کا، چلتا رہا ہے چلتا رہے گا
ان کی ثنا ہم کرتے رہیں گے، ان کا بیاں ہم سنتے رہیں گے
نجدی، منافق، دیو کا بندہ، جلتا رہا ہے، جلتا رہے گا
مُعطی خدا ہے، آقا ہیں قاسم، ہے ساری نعمت ان کا ہی صدقہ
سارا زمانہ صدقہ نبی کا کھاتا رہا ہے، کھاتا رہے گا
مجھ کو زمانہ تنہا نہ سمجھے، میں ہوں دیوانہ غوث الوریٰ کا
وہ شاہِ جیلاں، اِمداد میری، کرتا رہا ہے کرتا رہے گا
میرے رضا نے دل میں بسایا، عشق نبی اور عشق مدینہ
نعرہ رضا کا سنی کے گھر میں، لگتا رہا ہے، لگتا رہے گا

تو بات بن ہی جائے

سرکار کا کرم ہو تو بات بن ہی جائے
دیدار محترم ہو تو بات بن ہی جائے

جب قبر میں فرشتے مجھ سے سوال پوچھیں
نظرِ شہِ امم ہو تو بات بن ہی جائے

کچھ ایسی چاشنی ہو جب ذکر میں رہوں میں
اُس وقت آنکھ نم ہو تو بات بن ہی جائے

کعبے کا پیارا منظر نظروں کے سامنے ہو
پیشانی میری خَم ہو تو بات بن ہی جائے

فردوس ہے سراپا میرے نبی کا روضہ
جاؤں کبھی کرم ہو تو بات بن ہی جائے

رودادِ غم سناؤں روضے کے سامنے میں
اک نعت بھی رقم ہو تو بات بن ہی جائے

ساقی ہوں میرے آقا، کوثر کے حشر میں جب
دستِ شہِ امم ہو، تو بات بن ہی جائے

لب کی ہے میرے حسرت پائے رسول چوموں
یہ آرزو نہ کم ہو، تو بات بن ہی جائے

یہ رنگ و بوئے عالم، اس پر نہ دِل فدا ہو
دل سوئے محتشم ہو، تو بات بن ہی جائے

فکرِ حیات ایماں دل میں رہے ہمارے
عارفؔ کو ایسا غم ہو تو بات بن ہی جائے

اُن کا چاہنے والا کبھی رُسوا نہیں ہوتا

زمیں پیدا نہیں ہوتی، فلک پیدا نہیں ہوتا
جہاں میں گر مرے سرکار کا جلوہ نہیں ہوتا

نہ ہوتی خُلد کی رونق، نہ شادابی دو عالم میں
اگر کعبہ کا بھی کعبہ مرا آقا نہیں ہوتا

نہ بوئے مُشک ہم پاتے نہ پھولوں کی مہک ہوتی
پسینہ میرے آقا کا اگر ٹپکا نہیں ہوتا

نہ بلبل کی چہک ہوتی نہ قمری کی صدائے خوش
زبانِ کُنجیِ کُن کا، اگر صدقہ نہیں ہوتا

نبی پر جو بھی شیدا ہے ہمیشہ سُرخُرو ہوگا
کہ اُن کا چاہنے والا کبھی رُسوا نہیں ہوتا

اندھیری قبر میں کیسے بھلا ملتا سکوں مجھ کو
نگاہوں میں اگر سرکار کا جلوہ نہیں ہوتا

میں بازارِ نبی میں بِک چُکا ہوں شوق سے عارفؔ
درِ سرکار سے ہٹ کر مرا سودا نہیں ہوتا

فیض ہے اتنا عام مدینے والے کا

جس نے لیا ہے نام مدینے والے کا
فیض ہے اس پر عام مدینے والے کا

قسمت اعلیٰ ہے اُن کی جو کرتے ہیں
چرچا صبح و شام مدینے والے کا

کیسے کسی کے دام میں وہ آ سکتا ہے
جس نے پیا ہے جام مدینے والے کا

قبر میں جب آئیں گے فرشتے پوچھیں گے
لے لیں گے ہم نام، مدینے والے کا

اس کا ٹھکانا جنت ہے، ہاں جنت ہے
جس نے کیا اِکرام مدینے والے کا

ساری مصیبت ٹل جائے گی پل بھر میں
دل سے پکاریں نام مدینے والے کا

روز بٹے، پھر بھی نہ کمی کچھ بھی آئے
فیض ہے اتنا عام مدینے والے کا

عارفؔ تو اک روز مدینہ جائے گا
آئے گا پیغام، مدینے والے کا

عارفؔ کو ہے ناز جو اپنی قسمت پر
بندہ ہے بے دام، مدینے والے کا

جب سے دیکھا ہے ترا حُسنِ جواں

جب سے دیکھا ہے ترا حُسنِ جواں
پانی پانی ہو رہا ہے ، آسماں

عاشقِ صادق ہوں تیرا بے گماں
مجھ پہ گنجائش نہیں، شک کی کوئی

لے نہ اب مجھ سے زیادہ امتحاں
اب تو آجا دل میں میرے بس ہی جا

مجھ کو بھی حاصل ہو کچھ رازِ نہاں
آ جگر میں، دل میں، آنکھوں میں سما

بن تمھارے اے ہمارے جانِ جاں
دِل مرا لگ جائے ، یہ ممکن نہیں

تجھ سے پاتا ہے سکوں سارا جہاں
صِرف میں ہی اک نہیں ہوں بے قرار

تو بلا خوف و خطر جائے وہاں
جَلتے ہیں جبریل کے پر بھی جہاں

تو نہ ہوتا تو نہ کچھ ہوتا یہاں
تجھ سے ہے سارا وجودِ کائنات

تجھ سے ہی عیسیٰ ہوئے راحت رساں
تجھ سے ہی یوسف نے پایا ہے جمال

ورنہ یہ میرے عمل اور وہ جناں
تیرے ہی صدقے، کرم کی ہے امید

ہو نہ جائے سب عمل یہ رائگاں
سوچ لے گستاخ پھر سے سوچ لے

ورنہ کچھ بھی کام نہ آئے گا واں
کر لے توبہ آج ہی اے بندِ دیو

بس تری رحمت کا ہے اک سائباں
اور تو کچھ بھی نہیں عارفؔ کے پاس

آپ کے جیسا حَسیں

میں نہیں، یہ کہہ رہے ہیں حضرت روح الامیں
میری آنکھوں نے نہ دیکھا آپ کے جیسا حسیں

تیری شہرت ہے زمیں پر اس میں حیرت کچھ نہیں
یہ فلک، یہ عرش و کرسی، سب ترے زیرِ نگیں

چوم کر روضے کی جالی، کیا بُرا میں نے کیا
ان کے در پر جھک رہی ہے سارے عالم کی جبیں

دیکھنا چلنا ادب سے حاجیو! طیبہ ہے یہ
خادمِ دربار ہیں یاں، طائرِ سدرہ نشیں

جس جگہ آرام فرما ہیں ہمارے مصطفیٰ
سارے عالم میں ہے بہتر اور برتر وہ زمیں

روضۂ سرکار کا رُتبہ بڑا ذیشان ہے
اس پہ قرباں ہوگئی ہے رونق خلد بریں

نعتِ شاہ کُل جہاں پڑھتے رہو عارفؔ سدا
پاؤگے دارین میں رحمت خدا کی، ہے یقیں

اپنادامن رحمتوں سے بھرلیا

اپنادامن رحمتوں سے آج میں نے بھرلیا
ان کابندہ ہوکے میں نے خودکو سرور کرلیا
ذکر اُن کا کررہا ہوں پڑھ کے نعت مصطفیٰ
دیکھ لو بخشش کا اپنی، میں نے ساماں کرلیا
گر فرشتے مجھ سے پوچھیں بھیک میں کیا چاہیے
فخر سے اُن سے کہوں میں نے نبی کا در لیا
میں حسینی ہوں حوادث کا مجھے کچھ غم نہیں
دین کی خاطر وراثت میں دل مضطر لیا
میں قلندر ہوں نبی کا غوث کا خادم ہوں میں
میری قسمت نے عقیدت کا مہ واختر لیا
میں نے خواجہ کی گدائی اپنے رب سے مانگ لی
جس کو دنیا سے تھی الفت اس نے سیم وزر لیا
میں تصور ہی تصور میں مدینہ آگیا
الفت سرکار کا جب میں نے بال وپر لیا
نعت پڑھ پڑھ کر مری قسمت بلندی پر ہوئی
اب تو عارفؔ نے بھی دیکھو، قیمتی جوہر لیا

مرے خواب میں آئیں آقا

کاش اک بار مدینے میں بلائیں آقا
روضۂ نور کا دیدار، کرائیں آقا

مجھ کو تسلیم ہے سر تا پا گنہ گار ہوں میں
ایک شفقت کی نظر ڈال، بچائیں آقا

ہاں! میں چھوٹا ہوں، مگر آج بڑی بات کہوں
خاکِ نعلینِ مبارک پہ بٹھائیں آقا

میری تقدیر پہ تقدیر بھی نازاں ہو جائے
ایک شب کاش مرے خواب میں آئیں آقا

مجھ گنہ گار پہ رحمت کی نظر ہو جائے
جب نکیرین، مری قبر میں آئیں آقا

دیکھ جنت کی بہاریں بھی مگن ہو جائیں
قبر میں تھپکیاں دے کے جو سُلائیں آقا

گرمئ حشر میں جب پیاس سے بے تابی ہو
اپنے ہاتھوں سے مجھے جام پلائیں آقا

یہ تمنا ہے مرے دل کی بڑی مدت سے
ہم بھی اک نعت مدینے میں سنائیں آقا

بے سبب نار سے میری بھی رہائی ہو جائے
روزِ محشر جو مجھے آپ بچائیں آقا

مجھ کو جنت میں جوار آپ کا ہو جائے نصیب
پھر تو ہم خوشیوں سے پھولے نہ سمائیں آقا

جب عمل عارفؔ عاصی کا ہو میزان پہ کم
ایسے عالم میں اِسے آ کے بچائیں آقا

روئے انور کی زیارت ہوتی جائے گی

ہمیں سرکار سے جتنی محبت ہوتی جائے گی
خدائے پاک کی اُتنی ہی رحمت ہوتی جائے گی

قرآنِ پاک کے آئینے میں نعتیں پڑھو ہر دم
تلاوت ہوتی جائے گی، عبادت ہوتی جائے گی

درودِ پاک کو اپنا وظیفہ روز و شب کرلو
نبی کے روئے انور کی زیارت ہوتی جائے گی

نبی کی بارگہ میں عاجزی کا لے کے نذرانہ
اگر جاؤ گے تو تم پر عنایت ہوتی جائے گی

درِ سرکار پر اک روز ان شاء اللہ جائیں گے
کرم سرکار کا ہوگا سخاوت ہوتی جائے گی

نبی کی نعت پڑھنے سے سنور جائے گی دنیا بھی
مُنَوَّر اس عمل سے میری تُربت ہوتی جائے گی

بروزِ حشر میرے مصطفیٰ اپنا جسے کہہ دیں
تو اُس پر باخدا قربان جنت ہوتی جائے گی

نبی کے عاشقوں کا دونوں عالم میں بھلا ہوگا
جو گستاخِ نبی ہیں اُن پہ آفت ہوتی جائے گی

کرم فرمائیں گے آقا یقیں ہے اپنے عارفؔ پر
بروزِ حشر اِس عاصی پہ رحمت ہوتی جائے گی

تجھے دیکھتا رہوں

اے جوہرِ کمال تجھے دیکھتا رہوں
بے مثل و بے مثال تجھے دیکھتا رہوں

رُخ سے نقاب اپنے ہٹا دیجیے ذرا
اے نازشِ جمال تجھے دیکھتا رہوں

جبریل نور ہو کے بھی کہتے ہیں آپ سے
اے نورِ لازوال تجھے دیکھتا رہوں

ادراک وفہم سے ہے، تری ذات ماورا
بے بس ، جہاں خیال، تجھے دیکھتا رہوں

ہر ظلم ، ہر ستم کو مَسَرَّت سے سہہ لیا
کہتے رہے بلال ، تجھے دیکھتا رہوں

آجائے گر جمال ترا میرے سامنے
سب چھوڑ قیل و قال تجھے دیکھتا رہوں

ہو جائے وقتِ نزع، کرم کی نظر شہا !
بَن جائے میرا حال ، تجھے دیکھتا رہوں

عارفؔ پڑھے دیارِ مدینہ میں نعت، یوں
تیرا ہو بس خیال تجھے دیکھتا رہوں

ایسی ہو نوکری مدینے میں

کاش ہو یہ خوشی مدینے میں
موت آئے، مری مدینے میں

میں بھی بَن جاؤں مَل کے رشکِ قمر
خاکِ پائے نبی مدینے میں

رکھ کے نعلینِ پاک سر پہ کہوں
مِل گئی سروری مدینے میں

ان کے در پر بڑھا کے دست سوال
ہو گئے ہم غنی، مدینے میں

روز و شب اُن کا بٹتا ہے صدقہ
پھر بھی کیا ہے کمی مدینے میں

یہ وہ در ہے جہاں نہیں ہے نہیں
ہے وہ ایسا سخی مدینے میں

اس لیے جان و دل سے ہے پیارا
ہیں خدا کے نبی مدینے میں

جس نے دیکھا ہے عشق سے طیبہ
ہو گیا جنتی مدینے میں

کر لے مولیٰ! مری دعا کو قبول
ہو مری حاضری مدینے میں

خاکِ طیبہ لگا کے آنکھوں سے
میں بنوں جنتی مدینے میں

اُن کے روضے پہ روز و شب گزرے
ایسی ہو نوکری مدینے میں

اک تمنّا ہے اور عارفؔ کی
پڑھ لے نعتِ نبی مدینے میں

مقدر جگمگا لیتے

تمھاری یاد میں ہم بھی اگر آنسو بہا لیتے
نصیبہ اوج پر ہوتا، مقدر جگمگا لیتے
ہمیں دعویٰ ہے تم سے عشق کا، تم سے محبت کا
بڑی جب بات ہوتی تم مجھے اپنا بنا لیتے
غلامی پر ہماری ناز کرتی، آج شاہی بھی
مزہ جنت کا آجاتا، جو قدموں میں سُلا لیتے
تری نعتیں پڑھوں، پڑھتا رہوں میں تا دمِ آخر
یہی جانِ عمل ہے، اس کو حرزِ جاں بنا لیتے
مرے بھی عشق کو دستار مل جاتی فضیلت کی
اگر محبوب کی مدحت، اُنھیں کو ہم سُنا لیتے
اُٹھا کر پائے اقدس سے لگا ہر خاک کا ذرہ
بہت ہی ناز سے ہم اپنی آنکھوں میں لگا لیتے
مکینِ دل وہ بن جاتے، بناتے گھر وہ آنکھوں میں
کرم ہوتا اگر وہ شہر میں اپنے بسا لیتے
تمھارے حسن سے پردہ اگر اٹھتا زمانے میں
مہ و خورشید بھی سر شرم سے اپنا جھکا لیتے
محبت ہی وہ منزل ہے جہاں پر ہے سکوں عارفؔ
ہماری بات بن جاتی، وہ گر اپنا بنا لیتے

میں آس لگائے بیٹھا ہوں

آجائیے آقا میرے گھر، میں آس لگائے بیٹھا ہوں
چمکائیے میرا بام و در، میں آس لگائے بیٹھا ہوں

میزانِ عمل ہے حشر کا دن مشکل میں پڑا ہوں اے آقا
عصیاں سے ہے پُر میرا دفتر، میں آس لگائے بیٹھا ہوں

گردش میں گھرا ہوں میرے شہا اب کون ہے میرا تیرے سوا
اب مُجھ کو بچا لیجے آکر، میں آس لگائے بیٹھا ہوں

دیدار کروں میں بھی آقا اب پیارے گنبدِ خضریٰ کا
آجائے کبھی تو وہ منظر، میں آس لگائے بیٹھا ہوں

کعبہ ہو نگاہوں میں میرے اور دل میں مدینے کا جلوہ
میرا بھی مقدر ہو خوشتر، میں آس لگائے بیٹھا ہوں

اب رُخ سے ہٹا دیجے پردہ، دکھلایئے اب نوری چہرہ
مِٹّی سے میں بن جاؤں گوہر، میں آس لگائے بیٹھا ہوں

سرکار بچا لیں گے آکر، ہے مجھ کو یقیں روز محشر
عارفؔ کی لاج رکھیں سرور! میں آس لگائے بیٹھا ہوں

احمدِ مختار ہیں

مصطفٰی ہیں، مجتبٰی ہیں، احمدِ مختار ہیں
پیشوا و مقتدا ہیں، رب کے وہ دلدار ہیں
اُن کے چہرے سے ملی ہے چاند تاروں کو ضیا
اُن کے پائے ناز سے مومن کے دل ، گلزار ہیں
وجہِ عالم ہیں وہی، وہ صاحبِ لولاک ہیں
ہم غریبوں اور فقیروں کے وہی غم خوار ہیں
عاشقوں کو اپنے جنت میں جگہ دیتے ہیں وہ
مالک کونین ہیں ، جنت کے وہ مختار ہیں
سارے عالم کا ہے قبلہ، کعبۂ اقدس مگر
کعبۂ اقدس کا قبلہ تو مرے سرکار ہیں
اپنے سائل کو وہ دیتے ہیں ضرورت سے سوا
ہے سخاوت عام اُن کی ، مالک و مختار ہیں
اُن کے جیسا سارے عالم میں کوئی انساں نہیں
جان ہیں ایمان کی، روحِ گل وگلزار ہیں
شاہ بطحا کا ذرا ، لطف وکرم تو دیکھیے
ہم گنہ گاروں کی خاطر بھی سراپا پیار ہیں
آپ کی تعریف کیسے لکھ سکے عارفؔ شہا !
ہر طرف بزم جہاں میں، آپ کے انوار ہیں

اپنا قصہ انھیں سنانا تھا

زخم، دل کا انھیں دکھانا تھا
اپنا قصہ انھیں سنانا تھا

تھی زباں بند آنکھ جاری تھی
اپنی قسمت کو آزمانا تھا

ان کا دیدار ہونے والا تھا
اور موسم بڑا سہانا تھا

زخم سے چور تھا ہمارا دل
مسکرانا تو اک بہانا تھا

چھوڑ کر اُن کو میں کہاں جاتا
اُن کا دربار ہی ٹھکانا تھا

میرے لبچپال نے زباں رکھ لی
ورنہ دشمن، مرا زمانہ تھا

حق بیانی ہے میرا حسنِ فن
میرا انداز ناصحانہ تھا

ہوش اپنا مجھے نہ ہو عارفؔ
ایسا بے خود مجھے بنانا تھا

فقط محبوب کا در چاہیے

ہم کو جنت میں نہ بس طوبیٰ و کوثر چاہیے
باغِ فردوس بریں میں دید سرور چاہیے

ہم کو خواہش ہے مدینہ دیکھنے کی اس لیے
کوچۂ طیبہ میں بوئے زلف دل بر چاہیے

کیا غرض ہم کو عصا و خرقہ و کشکول سے
بس درِ محبوب کا مست و قلندر چاہیے

مردہ دل کو ایک پل میں زندگی مل جائے گی
اے مکینِ عرش تیری ایک ٹھوکر چاہیے

قبر میں محبوب سے ملنا ہے مجھ کو اس لیے
عاشقو! میرے کفن میں مشک و عنبر چاہیے

زیب وزینت ظاہری کس کام کی ہے دوستو
ہاں مگر باطن کی آرائش کا زیور چاہیے

حکمرانی کے لیے لازم نہیں تیر و تبر
اس کی خاطر بس تجھے قلب معطر چاہیے

خشک زاہد بن کے کوئی فائدہ حاصل نہیں
جام، عشق مصطفیٰ کا، اور ساغر چاہیے

سوزِ بو بکر و عمر، عشقِ بلالی چاہیے
ہم کو پھر سرمایۂ محراب و ممبر چاہیے

لن ترانی سے نہیں ملتی وقار زندگی
قلب عثماں چاہیے اور ظرفِ حیدر چاہیے

تو ہی میری آرزو ہے، تو ہی میری جستجو
تیرے در پر مَر مٹوں، ایسا مقدر چاہیے

سیر گلزار و چمن، تم کو مبارک بلبلو
اور عارفؔ کو فقط محبوب کا در چاہیے

سامنے ہوتا آپ کا جلوہ

چاند گر مجھ سے آملا ہوتا نام اُس نے ترا لیا ہوتا
بات میری جو پھول سے ہوتی حسن کا تیرے تذکرہ ہوتا
شاخِ سرو سمن کے لب پر بھی ذکر قد کا ترے چھڑا ہوتا
سامنے ہوتا آپ کا جلوہ درد اپنا میں کہہ رہا ہوتا
آپ مجھ کو تسلیاں دیتے اور قدموں میں، میں گِرا ہوتا
بند ہوتی مری زباں لیکن اشک آنکھوں سے بہہ رہا ہوتا
حُسن ملتا کہاں زمانے کو گر ترا حُسن نہ ملا ہوتا
مَن و تُو کا نشہ اُتر جاتا اس طرح تجھ میں، میں فنا ہوتا
ہوش زاہد کو کیوں بھلا ہوتا عشق سے گر وہ آشنا ہوتا
پھٹ گیا چاند، صرف اشارے سے آنکھ اُٹھتی، تو کیا سے کیا ہوتا
اک اشارہ جو ملتا سورج کو پائے اقدس پہ آجھکا ہوتا
آس تجھ سے مری نہیں لگتی تو نے اپنا نہ گر کہا ہوتا
پائے اقدس کو چوم کر آتا صبح کی میں کوئی ہوا ہوتا

خاک ہوتا میں کاش اے عارفؔ
اُن کے نعلین سے لگا ہوتا

دل میں ہیں مہمان، مصطفیٰ

کل کائنات کے ہیں، نگہ بان مصطفیٰ
ہے سب جہان جسم، تو ہیں جان مصطفیٰ

کہنے کو تو بشر ہیں، مگر ہیں سراپا نور
اِن سا، نہیں ہے کوئی، وہ انسان مصطفیٰ

رب نے عطا کیا ہے، انھیں ایسا مرتبہ
سر تا قدم ہیں دیکھیے، قرآن مصطفیٰ

کل انبیا ہیں مقتدی اور آپ ہیں امام
اسریٰ کی شب میں ایسے ہیں ذیشان مصطفیٰ

آتے ہیں اُن کے در پہ فرشتے سلام کو
جبریل بھی ہیں آپ پہ قربان، مصطفیٰ

دنیا عَدُو ہماری ہے کیا فکر ہو ہمیں
ہم عاصیوں کے جب ہیں، نگہبان مصطفیٰ

قرآں بتا رہا ہے کہ ایماں ہیں مصطفیٰ
ایمان کہہ رہا ہے، مری جان، مصطفیٰ

قولِ خدا ہے دیکھیے قرآن میں ذرا
سب سے عظیم رب کے ہیں احسان، مصطفیٰ

عارفؔ نے نعت پڑھ کے مقدر سجا لیا
سینے میں دل ہے، دل میں ہیں مہمان مصطفیٰ

یاد نبی سے دل چمکایا جاتا ہے

یاد نبی سے دل چمکایا جاتا ہے ذکر نبی سے گھر مہکایا جاتا ہے
یاد جو آقا کو کرتے ہیں ہر لمحہ ان کو ہی دیدار کرایا جاتا ہے
ان کا نصیبہ اوج پہ ہوتا ہے جن کو نورانی دربار دکھایا جاتا ہے
جس نے پکارا دل سے پیارے آقا کو پل بھر میں سب رنج مٹایا جاتا ہے
عشق نبی میں جینے والے کے گھر کو جنت کے پھولوں سے سجایا جاتا ہے

کسی کی دعاؤں کا مجھ پر اثر ہے

نہ میرا جگر ہے نہ میرا ہنر ہے عنایت کسی کی ہے، فیضِ نظر ہے
کوئی میرا غم دور کرتا رہا ہے کسی کی دعاؤں کا مجھ پر اثر ہے
کوئی تو ہے جس پر تسلی ہے مجھ کو کوئی ہاتھ ہے جو مری پشت پر ہے
کوئی بحرِ غم سے نکالے ہے مجھ کو کوئی رحم فرما مرے حال پر ہے
مری کشتیاں جو نکالے بھنور سے وہی رب کا محبوب، خیر البشر ہے
وہی جو مسیحا بنا ہے جہاں کا وہی جس پہ قربان ہر خشک و تر ہے
وہی جس کا یٰس و طٰہٰ لقب ہے فدا جس پہ عثمان و حیدر عمر ہے
وہی جس کے در پہ ہے قربان جنت وہی جس کے صدقے میں برگ و ثمر ہے

سرکار کا مدینہ

وجہِ نزولِ رحمت، سرکار کا مدینہ
ہے مرکزِ عقیدت، سرکار کا مدینہ
ہے مشعلِ ہدایت، سرکار کا مدینہ
بزمِ جہاں کی زینت، سرکار کا مدینہ

بہرِ سلامی آئیں صبح و مسا، فرشتے
ہے کتنا خوب صورت، سرکار کا مدینہ

طیبہ کے بانکپن پر رضوان بھی فدا ہیں
قرباں ہے جس پہ جنت، سرکار کا مدینہ

سرکار نے بنایا کعبے کا تجھ کو کعبہ
کیا خوب تیری قسمت سرکار کا مدینہ

خاکِ درِ مقدس، سُرمہ ہے عاشقوں کا
جالی ہے رشکِ جنت، سرکار کا مدینہ

ہم سائلوں کا ماویٰ، دربارِ مصطفیٰ ہے
لاریب بابِ نعمت، سرکار کا مدینہ

آرام گاہِ سرور، خیر البشر کا مسکن
بے شک ہے سرِّ عظمت، سرکار کا مدینہ

جود و سخا، کرم کا دربار ہے یہاں پر
ہے عاشقوں کی راحت سرکار کا مدینہ

عارفؔ خطا کا پتلا، محبوب تُو نبی کا
کیسے ہو تیری مدحت، سرکار کا مدینہ

عشق کا رِشتہ نِبھا رہا ہوں میں

نبی کے ذکر کی محفل سجا رہا ہوں میں
یقین جانیے قسمت جگا رہا ہوں میں

نہیں ہے تخت سلیماں کی آرزو مجھ کو — کہ نعلِ پاک کو سر پر سجا رہا ہوں میں
مرا سفینہ لگے گا ضرور ساحل پر — نبی کے نام سے کشتی چلا رہا ہوں میں
ادب سے بیٹھو، ادب سے سنو مری باتیں — نبی کے حُسن کی باتیں سُنا رہا ہوں میں
دل و جگر میں بسا کر کے گنبد خضریٰ — تصورات کو جنت بنا رہا ہوں میں
مرے خیال کی دنیا حسین ہے کتنی — کہ اس میں حسن مدینہ بسا رہا ہوں میں
جُھکی ہے میری جبیں سوئے کعبۂ اقدس — مگر یہ دل سوے طیبہ جھکا رہا ہوں میں
بُلائیں گے مجھے طیبہ میں ایک دن آقا — اسی امید میں لمحے بِتا رہا ہوں میں
تلاش نقش کفِ پا ہے میری نظروں کو — انھیں ادب کا سلیقہ سکھا رہا ہوں میں
تمھارا مصحفِ رخ ہے کلامِ حق بے شک — اے نور! نورِ خدا تجھ میں پا رہا ہوں میں
مرے رضا نے سکھایا ہے ہم کو عشقِ نبی — یہی اصول سبھی کو بتا رہا ہوں میں

لگا ہوں ذکرِ نبی میں، نہ چھیڑ اے عارفؔ
ابھی تو عشق کا رِشتہ نبھا رہا ہوں میں

تجھ سے ہی میں دل سرشار کروں

اے پردہ نشیں ! اب پردہ اُٹھا، جی بھر کے ترا دیدار کروں
ہے دل کی تمنا برسوں سے، نظروں کو میں تم سے چار کروں
کیا رنگِ چمن کو میں دیکھوں، کیا بوئے گلستاں کو سونگھوں
نظروں میں مری بس جاؤ تم، جب چاہوں آنکھیں چار کروں
یہ ہجر کا غم، یہ رنج والم، یہ گردشِ دوراں پیچ و خم
سب چھوڑ، فقط ہر آں، ہر دم، دیدار ترا سو بار کروں
قدرت کا حسیں شہکار ہے تو، محبوب ہے تو دلدار ہے تو
مالک بھی ہے تو مختار ہے تو، کیسے میں بھلا انکار کروں
اک پل میں گیا تو عرشِ بریں، اے جانِ چمن خورشید مبیں
تو ہی طٰہٰ تو ہی یٰس کیا کیا میں بھلا اظہار کروں
بعدِ رب سب سے افضل تو، ہے اجمل تو، ہے اکمل تو
رحمت کا حسیں ہے بادل تو، کیوں جاں کو نہ تم پہ نثار کروں
تیرے رُخ کا ہو وصف بیاں، ممکن ہی نہیں جانِ ایماں
ہے کُنجیِ کُن تیری ہی زباں، تجھ سے ہی میں دل سرشار کروں
تیرے ہی حسیں قدموں پہ شہا، رکھتا ہے نظر ہر شاہ و گدا
عارفؔ بھی ہے تیرا ہی شیدا، ہر آن یہی اقرار کروں

ہوائیں مسکراتی ہیں

نبی کی نعت سُن سُن کر ہوائیں مسکراتی ہیں
انھیں کے ذکرِ اقدس سے فضائیں مسکراتی ہیں

کوئی عاشق نبی کا جب مدینے کے سفر پر ہو
خوشی سے جھوم اُٹھتا ہے ، ادائیں مسکراتی ہیں

مدینہ عاشقوں کا جان ودل، ہے محور ومرکز
مدینہ لب پہ آتا ہے، دعائیں مسکراتی ہیں

مجھے رنج والم کا خوف کیوں ہو آپ کے ہوتے
مَسرت دیکھ کر میری ، بَلائیں مسکراتی ہیں

ترا فیض وکرم جود وسخا جب مجھ پہ ہوتا ہے
تو بادل مسکراتا ہے، گھٹائیں مسکراتی ہیں

تبسم سے تمھارے پھوٹتی ہیں جب حسیں کرنیں
تو خورشید و قمر کی بھی شعائیں مسکراتی ہیں

ترے نغموں سے ملتی ہے عجب سی چاشنی دل کو
ترا عارفؔ مچلتا ہے ،صدائیں مسکراتی ہیں

رُتبے مگر نرالے ہیں تیرے دیار کے

آئیں مری حیات میں کچھ دن بہار کے
رخصت ہوں رنج اور یہ غم روزگار کے

تشنہ ہے دل اسے ہو عطا جام عشق کا
تھپکی اسے بھی دیجیے صبر و قرار کے

عصیاں کے بوجھ سے میں دبا ہوں ہر ایک پل
ہیرا بنائیے مجھے اب تو سنوار کے

نامِ حبیب ہم نے پکارا ہے رَن میں جب
جیتی ہے جنگ ہم نے کئی بار ہار کے

محشر میں ایک حشر بپا ہوگا اس گھڑی
رب کے حبیب آئیں گے زلفیں سنوار کے

آنکھوں میں نور قلب و جگر میں سرور ہے
سُرمے لگا لیے ہیں جو خاکِ مزار کے

جنت حسین تر ہے نہیں اس میں کوئی شک
رُتبے مگر نرالے ہیں تیرے دیار کے

دل اصل ہے اسی کو اے عارفؔ سنواریے
کچھ فائدہ نہیں ہے یہ چہرے نکھار کے

عارفؔ کو حاضری کی بشارت ملے گی کب
کب ختم ہوں گے لمحے، بھلا انتظار کے

سربلند ہوتا ہے حق پہ سر کٹانے سے

نام اُن کا لیتا ہوں نعت کے بہانے سے
یہ تو اک وظیفہ ہے، میرا اِک زمانے سے

حسنِ یوسف و عیسیٰ، مصطفیٰ کا صدقہ ہے
سب کو فیض ملتا ہے اُن کے آستانے سے

رَمزِ عاشقی کیا ہے؟ بوالہوس یہ کیا جانے
جامِ وصل ملتا ہے اُن سے دل لگانے سے

اُن کے عشق میں مَر کَر زندگی کرو حاصل
سربلند ہوتا ہے حق پہ سر کٹانے سے

آلِ مصطفی نے جو کربلا میں لکھا ہے
نقش مٹ نہیں سکتا وہ کبھی مٹانے سے

غور سے سنو گے گر، میری بات اے عارفؔ
بوئے نعت پھوٹے گی میرے ہر فسانے سے

ہو کرم کی نظر، مجھ گنہ گار پر

مالکِ خشک و تر، شاہِ جن و بشر
ہو کرم کی نظر، مجھ گنہ گار پر

بابِ رحمت کھلے، خرمنِ غم جلے رنگ تیرا چڑھے، میرے کردار پر
عشق ایسا ملے، جو بھی دیکھے مجھے وہ یہ کہتا رہے، ہے فدا یار پر
عشقِ منصور ہو، قلب مخمور ہو نور ہی نور ہو، میرے اطوار پر
میرا کیفِ دروں، ہو ہمیشہ فزوں پھول پر میں رہوں، یار ہوں خار پر
میکدہ اور سبو، کی نہیں آرزو تو رہے روبرو، ہو نظر یار پر
مجھ کو جیون ملے، تیرا گلشن ملے ایک مسکن ملے، تیرے دربار پر
زلف کا ہو فسوں، میں بھی پاؤں سکوں خود سے بے خود رہوں اور چڑھوں دار پر
اے مرے دلِ رُبا، اے گلِ خوش نُما رحم فرما ذرا، مجھ خطا کار پر

رُخ سے پردہ ہٹا، اپنا جلوہ دِکھا
ہے یہ عارفؔ فدا، تیرے رُخسار پر

کوچۂ یار میں جائیں گے مچل کر ہم بھی

کوچۂ یار میں جائیں گے مچل کر ہم بھی
خاکِ در سر پہ سجائیں گے مچل کر ہم بھی

کوئے محبوب میں لُوٹیں گے مزے رحمت کے
لذتِ دید اُٹھائیں گے مچل کر ہم بھی

آپ کی چشمِ کرم مجھ پہ اُٹھے گی اک دن
نورِ رحمت میں نہائیں گے مچل کر ہم بھی

رُوبرو جالیِ اطہر کے بہ چشمِ گریاں
اپنی رُوداد سنائیں گے مچل کر ہم بھی

اُن کے نعلین کو آنکھوں سے لگالیں گے ہم
اپنی قسمت کو جگائیں گے مچل کر ہم بھی

کلفت و درد بھی سینے سے لگالیں گے ہم
درد کو حد سے بڑھائیں گے مچل کر ہم بھی

اپنے ابرو کے اشارے سے جو وہ قتل کریں
پھر بھی گردن نہ ہلائیں گے مچل کر ہم بھی

اپنے سرکار کی جنت سی گلی کوچوں میں
اپنی پلکوں کو بچھائیں گے مچل کر ہم بھی

ہیں اسی آس میں عارفؔ سے بہت دیوانے
خیمہ طیبہ میں لگائیں گے مچل کر ہم بھی

میرے آقا

تمھی اسرارِ جاں ہو، میرے آقا تمھی روحِ رواں ہو، میرے آقا
تمھی مطلوب و مقصودِ دو عالم تمھی تو سائباں ہو، میرے آقا
تمھی اصل و نمودِ کل جہاں ہو تمھی جانِ جہاں ہو، میرے آقا
سکونِ زاہداں و عابداں ہو قرارِ سالکاں ہو، میرے آقا
تمھی ماویٰ و ملجا ہو ہمارے تمھی تو پاسباں ہو، میرے آقا
خیال و درک سے تم ماوریٰ ہو مکینِ لامکاں ہو، میرے آقا
تمھی سے آس عارفؔ کی لگی ہے شفیعِ بے کساں ہو، میرے آقا

چراغِ عشق و محبت جلایئے جم کر

نبی کے ذکر کی محفل سجایئے جم کر انھیں کے نام کا نعرہ لگایئے جم کر
ضرور لطف کی بارش برس ہی جائے گی خلوصِ قلب سے نعتیں سنایئے جم کر
جب آئے جشنِ ولادت کی خوشنما ساعت تو اُن کے نام کا جھنڈا لگایئے جم کر
خدا کا خوف ہو دل میں، نبی کی اُلفت ہو اسی خیال کو دل میں بسایئے جم کر
سنور ہی جائے گی دنیا بھی اور عقبیٰ بھی نبی کے عشق کی دھونی رمایئے جم کر
ہر ایک سمت ہو اُلفت کی روشنی عارفؔ چراغِ عشق و محبت جلایئے جم کر

نبی کی محفل سجائے رکھیے

چراغ الفت جلائے رکھیے ، نبی کی محفل سجائے رکھیے
وہ راحتِ دل، سکونِ جاں ہیں، اُنھیں کو اپنا بنائے رکھیے
کریم ہیں وہ، رحیم ہیں وہ، شفیع ہیں وہ، غفور ہیں وہ
طبیب ہیں وہ، وہ ہیں مسیحا، اُنھیں سے دل کو لگائے رکھیے
ہماری پو.جی ہماری ثروت، ہمارے سب کچھ تو آپ ہی ہیں
کرم کی چادر اے میرے آقا! ہم عاصیوں پر اُڑھائے رکھیے
یہ شہر طیبہ ہے شہر آقا، ادب کا ہر دم خیال رکھیے
یہاں اَکڑ کر نہ چلیے ہرگز، یہاں نظر کو جھکائے رکھیے
گنہ ہمارے ہیں حد سے باہر، اے میرے حامی اے میرے یاور
بروز محشر مرے پیمبر، ہم عاصیوں کو بچائے رکھیے
نہ عارفؔ عاصی کو رُسوا کیجے، اِسے نہ یوں بے حجاب کیجے
کفن کو رُخ پہ ہی رہنے دیجے، عیوب اس کے چھپائے رکھیے

مجھ کو سرکار سے محبت ہے

جانِ انوار سے محبت ہے
شاہ ابرار سے محبت ہے
رب کے دلدار سے محبت ہے
مجھ کو سرکار سے محبت ہے

جن کے قدموں سے روشنی پھیلی
سارے عالم میں چاندنی بکھری
جن کی مرضی خدا کی ہے مرضی
ایسے مختار سے محبت ہے

روزِ محشر کی ہو گی، جب سختی
کام آئیں گی، رحمتیں اُن کی
جو خبر لے گا، اپنی امت کی
ایسے غم خوار سے محبت ہے

حکم پر جس کے چاند چِر جائے
اور سورج بھی جس سے پھر جائے
پیڑ سجدے میں آکے گِر جائے
رب کے اُس یار سے محبت ہے

دیکھ لوں میرے دل میں حسرت ہے
وہ مدینہ جو رشکِ جنت ہے
عاشقوں کے دلوں کی راحت ہے
کوچۂ یار سے، محبت ہے

ڈھونڈھ لو تم فلک کے تاروں میں
سارے عالم کے ماہ پاروں میں
کوئی جن سا نہیں بہاروں میں
اُس طرح دار سے، محبت ہے

وہ جو رُخ سے ہٹے تو دن نکلے
آئے رُخ پر تو شام ڈھل جائے
جن کی قسمیں ہمارا رب کھائے
زلفِ خم دار سے محبت ہے

جس زمیں پر ہے آپ کا جلوہ
میرے دل کا ہے بس وہی قبلہ
ذرہ ذرہ ہے اُس کا با رتبہ
اُس چمن زار سے محبت ہے

ہم گِریں تو وہی اُٹھاتے ہیں
مسکراتے ہیں پاس آتے ہیں
اپنے عارفؔ کو یوں بچاتے ہیں
اُن کے اِس پیار سے محبت ہے

مجھے بُلائیے حضور

بے قرار ہوں مجھے بُلائیے حضور
اپنا پیارا آستاں دکھائیے حضور
کیجے نہ دامنِ کرم سے، ہم کو دور
عشق کے نشے میں کیجے ہمیں بھی چور

فیض، رُخ سے پا رہا ہے آپ کے قمر
اُنگلیوں پہ چل رہا ہے آپ کے شجر
دید آپ کی ہو بے قرار ہے نظر
اک جھلک تو خواب میں ہی آئیے ضرور

شان آپ کی بیاں ہو، یہ کہاں مجال
حسن آپ کا ہے لازوال و بے مثال
کہہ رہے ہیں اس لیے یہ حضرت بلال
میں فدا رسول پہ ہوں کیا کروں گا حور

دیکھ لوں ادب سے جا کے گنبدِ رسول
چوم لوں دیار کے میں خار اور پھول
نعلِ پاک سے اگر ملے ہمیں جو دُھول
آنکھ میں لگا لوں تو کرے گا رشکِ طور

میرے سر پہ نعلِ پاک رکھ کے آئیے
آنکھ میں، جگر میں، دل میں بھی سمائیے
ہر گھڑی گناہ سے مجھے بچائیے
کیجیے عطا ہمیں بھی عشق کا سُرور

خود کو بن رہے ہو آج عارفِؔ عظیم
جب کہ دل پہ ہے، خطا کا پردۂ ضخیم
ہاں مگر مرے رسول ہیں بڑے کریم
اور خدائے پاک ہے رحیم اور غفور

اُن کے جیسا حسیں

میرے آقا کی تعریف ممکن نہیں
کُل جہاں میں کہیں کوئی اُن سا نہیں
وہ ہیں جانِ فلک، وہ ہیں روحِ زمیں
کوئی آیا نہیں، اُن کے جیسا حسیں

آئینہ دیکھ کر حُسن ، حیران ہے
نورِ رُخ سے قمر بھی پشیمان ہے
اُن کا چہرہ ہے یا، رب کا قرآن ہے
اُن کے تلووں پہ جھکتی ہے دل کی جبیں

اُن کی اُنگشتِ اطہر کا یہ معجزہ
پا گیا جو اشارہ تو سورج پھرا
آگیا ہے شجر دوڑتا دوڑتا
پھٹ گیا اِک اشارے سے ماہِ مبیں

کنجیِ کُن ہے اُن کی زباں بے گماں
حکم پر اُن کے جھکتا ہے سارا جہاں
کیا شجر، کیا حجر، کیا زمیں، کیا زماں
سارا عالم ہے لاریب زیرِ نگیں

اُن کے قدموں سے یثرب، مدینہ بنا
رحمتوں برکتوں کا خزینہ بنا
عاصیوں کے لیے اک سفینہ بنا
بن گیا دیکھیے رشکِ خلدِ بریں

ہے کہاں پر زمیں، ہے کہاں آسماں
آنِ واحد میں پہنچے کہاں سے کہاں
کیا سمجھ پائے گا کوئی اُن کا مکاں
عرش کیا، لامکاں کے جو ٹھہرے مکیں

اُن سا انساں نہیں ایسے انسان ہیں
صرف ایماں نہیں جانِ ایمان ہیں
وہ ہیں یٰسٓ و طٰہٰ وہ فرقان ہیں
کیا حسیں زلف ہے، مرمریں مرمریں

کاش عارفؔ بھی اک روز طیبہ چلے
اُن کے روضے پہ جاکر کے نعتیں پڑھے
شرمِ عصیاں سے آنکھوں سے آنسو گرے
اور آقا کہیں آفریں آفریں

وہ مظہرِ خدا ہے، ذرا جھوم جایئے

ذکرِ شہِ دُ تا ہے، ذرا جھوم جایئے
محفل یہ خوش نما ہے، ذرا جھوم جایئے

میں پڑھ رہا ہوں نعت حسینوں کے شاہ کی — پیاری مری ادا ہے، ذرا جھوم جایئے
اُن کے طفیل ہم کو ملی ہیں یہ نعمتیں — جود و کرم عطا ہے، ذرا جھوم جایئے
نبیوں کا جو امام ہے، ہے سرورِ رُسل — وہ میرا دل رُبا ہے، ذرا جھوم جایئے
اُن کے کرم سے ذرہ بھی رشکِ قمر بنا — ادنیٰ بھی پُر ضیا ہے، ذرا جھوم جایئے
قبلہ بدل گیا، تو ہُوا راز یہ عیاں — وہ مظہرِ خدا ہے، ذرا جھوم جایئے
اسریٰ کی شب میں بلبلِ سدرہ کے عجز نے — رُتبہ بتا دیا ہے، ذرا جھوم جایئے
جس کے عمل کو رب نے بھی اپنا عمل کہا — کیسے بیاں ہو کیا ہے، ذرا جھوم جایئے
وہ کون ہے جو محو نہ ہو دیکھ کر جمال — محبوب خوش ادا ہے، ذرا جھوم جایئے

عارؔف ہے خوش نصیب کہ ہے واصفِ نبی
یہ عبدِ مصطفیٰ ہے ذرا جھوم جایئے

کاش اک بار کرم آپ بھی فرما دیتے

رُخ سے پردے کو اگر آج وہ سرکا دیتے
نورِ باری کو سرِ عام، وہ دکھلا دیتے

ہم تو بس آپ کو تکتے ہیں، تکے جاتے ہیں
کاش اک بار کرم آپ بھی فرما دیتے

میرے آنگن میں بھی ہو جاتا اجالا، ہر سُو
ایک شب آ کے مرے گھر میں جو مسکا دیتے

آ کے بس جاتے مرے دل میں، مری آنکھوں میں
اپنے جلووں سے، مری روح کو مہکا دیتے

مجھ کو آتا نہ سکوں اُن سے جدا رہ کے کہیں
کر کے بے تاب مجھے، عشق میں تڑپا دیتے

اُن کا سگ بن کے میں بس جاتا گلی میں اُن کی
ایک چھوٹا سا وہیں گھر مجھے دِلوا دیتے

اپنے عارفؔ کو بھی دربار میں بُلوا کے حضور
اس کے خوابیدہ مقدر کو بھی چمکا دیتے

مشکل کشا آپ ہیں

راہبر آپ ہیں، رہنما آپ ہیں
میرے سرکار، مشکل کشا آپ ہیں
حدِّ رفعت کی تعیین ممکن نہیں
ایسی رفعت پہ جلوہ نما آپ ہیں
جانِ کون و مکاں اے شہِ دو جہاں
سب سے افضل تو بعد خدا آپ ہیں
آپ جانِ زمیں جانِ عرش بریں
ایسی بے مثل رب کی عطا آپ ہیں
آپ کے در سے خالی نہ لوٹا کوئی
کیوں کہ جانِ سخا و عطا آپ ہیں
کتنا خوش بخت عارفؔ ہے یہ آپ کا
اس کا دارین میں ناخدا آپ ہیں

کرم فرمائیے ہم پر خدارا یارسول اللہ

کرم فرمائیے ہم پر خدارا یارسول اللہ
ہمارے آپ ہی ہیں اک سہارا یارسول اللہ

پھنسا ہوں بحرِ عصیاں کے تلاطم میں مرے شاہا
مری کشتی کو مل جائے کنارا یارسول اللہ

رہوں میں رنج میں غم میں کہ موسم ہو مسرت کا
زباں پر میری ہے بس ایک نعرہ یارسول اللہ

عقیدہ ہے یہی میرا، اِسی پر میرا ایماں ہے
خدا کا ہے وہی جو ہے تمہارا یارسول اللہ

زمانہ کھا رہا ہے آپ کے دربار کا صدقہ
ترے ٹکڑوں پہ ہے سب کا گزارا یارسول اللہ

قطعہ

کسی صورت تمھارے بِن مرا دل چین نہ پائے
مری بھی زندگی میں یانبی، ایسا مقام آئے
زباں پر ہو درودوں کا، سلاموں کا حسیں تحفہ
مدینہ سامنے ہو اور میری موت آجائے

گنبدِ خضریٰ کی ہوا دی جائے

میرے سرکار مری بات بنا دی جائے
میری مٹی بھی مدینے سے ملا دی جائے

مجھ کو مِل جائے گی ہر مرض سے صحتِ کامل
شرط ہے گنبدِ خضریٰ کی ہوا دی جائے

میرے سرکار کا اخلاق کریمانہ ہے
اپنے دشمن کو ہدایت کی دعا دی جائے

رنج و غم دور وہ کرتے ہیں سخی ایسے ہیں
کیسی مشکل میں انھیں جب بھی صدا دی جائے

ذوق اور عشق فزوں تر ہو ہمارے دل کا
وصلِ محبوب کی امید بڑھا دی جائے

مجھ کو دارین میں رُسوائی کی آفت نہ ملے
اک نظر مجھ پہ بھی رحمت کی اُٹھا دی جائے

پھر چلے اُمتِ مرحومہ براہِ اُلفت
جو بھی نفرت کی ہے دیوار، گرا دی جائے

میرا محبوب مرے سامنے ہو، اے عارفؔ
مجھ کو منظور ہے، پھر جو بھی سزا دی جائے

مرے مصطفیٰ کا جمال اللہ اللہ

مرے مصطفیٰ کا جمال، اللہ اللہ
یقیناً ہے وہ بے مثال، اللہ اللہ

ہیں نبیوں میں اعلیٰ، رسولوں میں بالا
ہے اونچا سبھی سے کمال، اللہ اللہ

دعائیں جو دشمن کو بھی دے رہے ہیں
نبی ایسے ہیں خوش خصال، اللہ اللہ

وہ سنتے ہیں دل کی صدائیں بھی واللہ
زباں سے کروں کیا سوال، اللہ اللہ

مجھے چاہیے دولتِ عشق اُن کی
نہ چاہوں میں جاہ وجلال اللہ اللہ

جو بھوکے رہیں خود، کِھلائیں سبھی کو
کہاں ایسا جود و نوال، اللہ اللہ

انھیں کا ہے صدقہ جو ہم کھا رہے ہیں
زمانہ ہُوا ہے نہال، اللہ اللہ

درِ مصطفیٰ پر اگر موت آئے
نہ ہو پھر ہمیں کچھ ملال، اللہ اللہ

جو عظمت ملی ہے مرے مصطفیٰ کو
ہے اوروں کی خاطر محال، اللہ اللہ

ہو مجھ سے بیانِ ثنائے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)
کہاں ہے یہ میری مجال، اللہ اللہ

تصور میں عارفؔ کے ہے سبز گنبد
بڑا ہے حسیں یہ خیال، اللہ اللہ

ہم مسکراتے جائیں گے

جب مدینے جائیں گے ہم مسکراتے جائیں گے
نعتِ شاہِ دنیا و دیں گنگناتے جائیں گے

جھولیاں بھر لیں گے اُن کی رحمتوں سے ہم وہاں
خارِ طیبہ پر بھی ہم پلکیں بچھاتے جائیں گے

شرمِ عصیاں سے زباں خاموش تو ہو گی مری
حال اپنا اپنی آنکھوں سے سناتے جائیں گے

رحمۃ للعالمیں ہیں، میرے سرور، میرے شہ
اپنی رحمت سے دلوں کو وہ لُبھاتے جائیں گے

اُن کے در سے خالی دامن کوئی آتا ہی نہیں
کچھ نہ کچھ اُن کا اُتارا ہم بھی پاتے جائیں گے

گردشِ دوراں ہمارا کیا بگاڑے گا بھلا
قیدِ رنج و غم سے میرے شہ چُھڑاتے جائیں گے

اُن کی رحمت سے یہی عارفؔ مجھے تو ہے یقیں
ساقیِ کوثر مجھے کوثر پلاتے جائیں گے

کانِ مُراد، جانِ تمنا حضور ہیں

کانِ مُراد جانِ تمنا حضور ہیں
قدرت کا شاہ کار نمونہ حضور ہیں

سرتاپا معجزہ ہیں کہاں سے بیاں کروں
بس رب ہی جانتا ہے کہ کیا کیا حضور ہیں

ہم عاصیوں پہ ہوگا خدا کا کرم ضرور
محشر کے دن ہمارے سہارا حضور ہیں

مشفق بھی ہیں شفیع و غفور و نصیر بھی
ماویٰ حضور ہیں مرے ملجا حضور ہیں

اُن کی مثال سارے جہاں بھر میں ہے کہاں
بے مثل و بے مثال سراپا حضور ہیں

نعت نبی کا لب پہ وظیفہ ہے اس لیے
میرے طبیب میرے مسیحا حضور ہیں

اُن کے تصورات سے دل ہے سکون میں
صبر و قرار میرے مداوا حضور ہیں

اک پل میں فرش سے وہ گیے عرش و لامکاں
کیسے بیاں حقیر سے ہو کیا حضور ہیں

جبریل جن کے در پہ غلامی کو ہیں کھڑے
قدرت کا وہ حبیب نرالا حضور ہیں

قبلہ جہان والوں کا کعبہ شریف ہے
کعبہ مقدسہ کا تو قبلہ حضور ہیں

اعجاز ہے یہ میرے مقدر کا دوستو
بندہ ہوں میں حضور کا آقا حضور ہیں

سائل دیارِ پاک سے لوٹے گا کیوں بھلا
جب قاسمِ نعم مرے داتا حضور ہیں

میں دیکھ آؤں گنبدِ خضریٰ کے بام و در
میری مراد میری تمنا حضور ہیں

بے شک وہی ہیں بعدِ خدا سب سے محترم
دونوں جہاں کے شاہ ہیں دولہا حضور ہیں

عارفؔ بھلا، یا بد ہے مگر ہے حضور کا
یہ فخر ہے کہ اس کے سہارا حضور ہیں

اک نظر کُن یا امامِ مُرسَلاں

جان و دل، ہوش و خرد، روحِ جہاں — فخرِ کل عالم توئی زیبِ جناں
قلبِ ما از رنج و غم تاریک شد — اک نظر کُن یا امامِ مُرسَلاں
لذتِ عشقِ خدا ما را بدہ — کن مُرا در دین و دنیا شادماں
تاجِ لولاکَ لَمَا وَصفِ تُرا — مالکِ جنت توئی، وجہِ جہاں
افضل و اعلیٰ توئی بعد از خدا — روزِ محشر مومناں را سائباں
شاہ کارِ دستِ قدرت، پیکرت — رازِ دارِ کُن فکاں تو بے گماں
قلبِ خود مائلؔ بکن سوے نبی — بعد ازاں تو می شوی از مومناں
مست شد بلبل زبُوے زُلفِ تو — طوطی و سُنبل بیادت نغمہ خواں
از زبانِ حال گوید ایں قمر — نیرِّ تاباں شدم از پائے تاں
آدم و عیسیٰ و موسیٰ و خلیل — بر درَت خم کردہ سر پیغمبراں
غوث و خواجہ بود کہ قطب و بدل — جاں فدایت می کنند کل عابداں
خادمت جبریل و میکائیل اند — ذی حشم زیرِ قدم صد لامکاں
جز تو ملجاے نہ دانم یا رسول — اے کہ تو شد چارۂ دردِ نہاں
چوں نہادم بر سرم نعلین تو — فخر کردم من بہ شاہانِ زماں
نغمۂ قمری شنیدی، چہ بگفت — گُفت جاں واری کُنم بر نعت خواں
عارفت از سائلت، بہر خدا — چارہ سازی کن بما افتادگاں
تو غلام او شدی عارفؔ مکن — خوفِ قبر و حشر و سود و زیاں

سارا عالم ہے برائے مصطفیٰ

مرضیِ خالق، رضائے مصطفیٰ
سارا عالم ہے برائے مصطفیٰ

اُن کا رتبہ اُن کی عظمت ہے بلند
عرش بھی ہے زیرِ پائے مصطفیٰ

انبیا و اولیا سب ہیں نثار
کیا حسیں تر ہے ادائے مصطفیٰ

رب تعالیٰ کو وہی مقبول ہے
جس کی عادت ہے ثنائے مصطفیٰ

اس نے پائی ہے خدا کی بھی رضا
جس نے پالی ہے رضائے مصطفیٰ

عیب میرے جو چھپائے حشر میں
کیا ہے وہ؟ وہ ہے ردائے مصطفیٰ

تاج والوں سے بڑا بن جاؤں میں
ہو جو سر پہ نعلِ پائے مصطفیٰ

عید سے بڑھ کر ہماری عید ہو
کاش ممکن ہو، لقائے مصطفیٰ

نعت عارفؔ پڑھ رہا ہے بزم میں
فضلِ مولیٰ ہے، عطائے مصطفیٰ

جاں اپنی مصطفی پہ لٹایا کروں گا میں

سجدے میں جب بھی سر کو جھکایا کروں گا میں
طیبہ خدائے پاک سے مانگا کروں گا میں

حضرت بلال نے یہ اُمیّہ سے کہہ دیا
جاں اپنی مصطفی پہ لٹایا کروں گا میں

بولے حسین نانا کی عظمت کے واسطے
اک سر ہے کیا ہزاروں کٹایا کروں گا میں

آئیں گے گر مصائب و آلام سامنے
مشکل کشا کا نعرہ لگایا کروں گا میں

بازارِ مصطفائی کا سکہ ہوں دوستو!
کھوٹا ہوں پھر بھی شان سے چلتا رہوں گا میں

مرے لب پر نبی کے تذکرے ہیں

مرے لب پر نبی کے تذکرے ہیں
ادب سے نعت سرور پڑھ رہے ہیں

مجھے گھیرے ہیں رحمت کے فرشتے — مرے ہر سمت اُن کے دائرے ہیں
نبی کا نام آتے ہی دیوانے — محبت سے انگوٹھے چومتے ہیں
وہ جب چاہیں، بلالیں گے مدینہ — کہ تابع اُن کے سارے فاصلے ہیں
رضائے مصطفیٰ، رب کی رضا ہے — کہ اُن کے ہی لیے سب کچھ بنے ہیں
پھرے سورج، قمر دو ٹکڑے ہووے — مرے سرکار کے یہ معجزے ہیں
یہاں اُنگلی سے بھی دریا بہے ہے — عجب اس پاک در کے قاعدے ہیں
یہاں پتھر کو بھی ملتی زباں ہے — یہاں شجر و حجر سب بولتے ہیں
ذرا دیکھو، فرشتے بھی ادب سے — سلامی کے لیے در پر کھڑے ہیں
وہ چاہیں تو بدل جاتا ہے قبلہ — کوئی کیا جانے کیسے مرتبے ہیں
کہاں ممکن ہے ان کی مدح خوانی — یہاں عاجز ردیف و قافیے ہیں
مرے آقا تمہی ہم کو نبھانا — تمھارے ہیں بھلے ہیں یا بُرے ہیں

نبی کے در کے جو منگتے ہیں عارفؔ
بلاشک تاجداروں سے بھلے ہیں

مختار کی باتیں ہوتی ہیں

کیا شان ہے اُس محفل کی جہاں سرکار کی باتیں ہوتی ہیں
محبوب کی باتیں ہوتی ہیں، دل دار کی باتیں ہوتی ہیں

زلفوں کی گھٹاؤں کا چرچا، لبہائے مقدس کی باتیں
ہے ذکر، مبارک تلوؤں کا، رُخسار کی باتیں ہوتی ہیں

ہر بات نرالی ہوتی ہے جب بات ہو میرے آقا کی
باتوں کو سند مل جاتی ہے، جب یار کی باتیں ہوتی ہیں

چھیڑو نہ ابھی ذکرِ یوسف، جنت کی ابھی نہ بات کرو
ہے ذکر ادائے سرور کا، کردار کی باتیں ہوتی ہیں

جب ذکر پسینے کا اُن کے ہوتا ہے ہماری محفل میں
تو خوشبو بکھرتی ہے ہر سُو، انوار کی باتیں ہوتی ہیں

اللہ نے بنایا ہے جن کو کونین کا مختار و مالک
چرچا ہے اُسی مالک کا یہاں مختار کی باتیں ہوتی ہیں

اب رُخ سے ہٹا دیجے پردہ، اب جلوہ دکھا دیجے شاہا
دیکھیں تو ذرا دیوانوں میں دیدار کی باتیں ہوتی ہیں

عارفؔ کا بھلا کیا کام وہاں، جس جا پہ نبی کا ذکر نہ ہو
کس کام کی وہ محفل ہے جہاں بے کار کی باتیں ہوتی ہیں

نبی آ گئے ہیں

محبت کا پیغام سب کو سنانے، نبی آ گئے ہیں نبی آ گئے ہیں
ہمیں نیکیوں کی ڈگر پر چلانے، نبی آ گئے ہیں نبی آ گئے ہیں
زمانے میں ہر سمت پھیلی تھی ظلمت، فضاؤں میں بکھری تھی ہر سمت وحشت
وہ ظلمت مٹانے، وہ وحشت مٹانے، نبی آ گئے ہیں نبی آ گئے ہیں
ترس جا رہی تھی محبت کو دنیا، کہیں پر تھی نفرت کہیں بغض و کینہ
محبت کی، الفت کی باتیں بتانے، نبی آ گئے ہیں نبی آ گئے ہیں
ملک اور جن و بشر کہہ رہے ہیں، شجر اور حجر خشک و تر کہہ رہے ہیں
وہ دیکھو کہ شمع محبت جلانے نبی آ گئے ہیں نبی آ گئے ہیں
سنو کج کُلاہو سنو بادشاہو، نہ اب ظلم کے تیر ہم پر چلاؤ
مصائب و آلام سے اب بچانے نبی آ گئے ہیں نبی آ گئے ہیں
وہ قرآں وہ فرقاں وہ یٰس وطٰہٰ، دو عالم کی شاہی انھیں کو ہے زیبا
بنے جن کی خاطر یہ سارے زمانے، نبی آ گئے ہیں نبی آ گئے ہیں
کمال اُن کا ایسا جمال اُن کا ایسا، نہیں ہے زمانے میں کوئی بھی اُن سا
حقیقت کی باتیں ہیں نہ کہ فسانے نبی آ گئے ہیں نبی آ گئے ہیں
گھرانا نبی کا ہے ایسا گھرانا، جنھیں خود خدا نے کیا ہے مُزّکیٰ
ہیں قربان اُن پر سبھی کے گھرانے نبی آ گئے ہیں نبی آ گئے ہیں
اے عارفؔ ملے گی اُسے ہی سعادت، اُسے ہی ملے گی بلا ریب جنت
جو دل سے محبت کرے اُن کو مانے نبی آ گئے ہیں نبی آ گئے ہیں

مدینے کے مسافر کا ہر اک لمحہ مبارک ہو

مدینے کے مسافر کا ہر اک لمحہ مبارک ہو
مبارک ان کا جانا اور پھر آنا مبارک ہو

بنایا ہے انھیں اللہ نے مہمان خاص اپنا
خدا کے فضل کا اُن پر حسیں سایہ مبارک ہو

نہائیں گے یہ باران کرم میں، خوب رو رو کر
انھیں میزاب رحمت کا ہر اک چھینٹا مبارک ہو

بجھائیں تشنگی قلب و جگر کی آب زم زم سے
ہر اک عاشق کو اسمٰعیل کا صدقہ مبارک ہو

اکڑ کر شان و شوکت سے طوافِ خانۂ کعبہ
تمھیں اے حاجیو ! یہ نعمت عظمیٰ مبارک ہو

زہے قسمت یہ چومیں گے مقدس حجر اسود کو
کہ بوسہ گاہ آقا چومنا ان کا مبارک ہو

پڑے گی جب نظر پہلی مقدس خانۂ رب پر
تو ان کا عاجزی سے ہر دعا کرنا مبارک ہو

صفا مروہ پہ جب دوڑیں گے یہ اللہ کے بندے
پلٹ کر دیکھنا، مڑنا اور پھر چلنا مبارک ہو

مقدس خانۂ کعبہ ، مقدس روضۂ آقا
اس عارفؔ کے مقدر میں کبھی جانا مبارک ہو

مدینہ خوب سے ہے خوب صورت

مدینہ خوب سے ہے خوب صورت، کیسے بتلاؤں
یقیناً جنتوں کی ہے وہ جنت ، کیسے بتلاؤں

نظر جب عاشقوں کی گنبد خضریٰ پہ پڑتی ہے
برستی اُن پہ ہے رحمت ہی رحمت، کیسے بتلاؤں

فضاؤں میں بسی ہے جاںثاروں کی مہک ہر سو
وہاں ہر ایک ذرے میں ہے الفت، کیسے بتلاؤں

نبیِ پاک کے نعلین کی خوش بو بکھرتی ہے
بھلا راہِ مدینہ کی یہ برکت کیسے بتلاؤں

نہ پوچھو چاشنی ملتی ہے کیسی کوئے طیبہ میں
دیارِ مصطفی کی شان و شوکت، کیسے بتلاؤں

سنہری جالیوں کے سامنے کیا لطف ملتا ہے
وہاں آنسو بہانے کی یہ راحت، کیسے بتلاؤں

گناہوں کی لیے گٹھری کھڑا ہوتا ہے جب بندہ
کریم آقا کی ہو جاتی ہے شفقت کیسے بتلاؤں

کرم فرما دیا آقا نے مجھ لاچار بندے پر
ملی ذرے کو کیسے ایسی عظمت، کیسے بتلاؤں

دکھا کر خانۂ کعبہ مدینہ رب نے دکھلایا
تو نازاں ہوگئی قسمت پہ قسمت، کیسے بتلاؤں

دیارِ مصطفی میں تھا تو جنت بھول بیٹھا تھا
نہ پوچھو غم ہوئی جب میری رجعت، کیسے بتلاؤں

زباں خاموش تھی آنکھوں سے اک سیلاب جاری تھا
یہی تھی آرزو پھر ہو زیارت کیسے بتلاؤں

جہاں بن مانگے ملتا ہے کرم کا ایسا دریا ہے
جہاں ہوتی ہے ہر لمحہ سخاوت، کیسے بتلاؤں

نکل جاتا مرا دم کاش ان کے پاک روضے پر
چمک جاتی مری خوابیدہ قسمت، کیسے بتلاؤں

خدا ہر ایک عاشق کو دکھا دے گنبد خضریٰ
خدا کے گھر کی ہو جائے زیارت کیسے بتلاؤں

تصور میں سفر طیبہ کا تم نے کر لیا عارفؔ
حقیقت میں بھی ہو جائے زیارت، کیسے بتلاؤں

رسول پاک کے قدموں کی مٹی سے میں مِل جاتا
تو میری روح کو ملتی جو فرحت، کیسے بتلاؤں

مناقب

منقبت در شان صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہیں محبوبِ خدا، صدّیقِ اکبر صحابہ میں جدا، صدّیقِ اکبر
ہیں یارِ مصطفی، صدّیقِ اکبر رئیس الاولیا، صدّیقِ اکبر
صداقت کے شہِ بے تاج ہیں جو وہی ہیں باخدا، صدّیقِ اکبر
نبی کے خُسر ہیں کیا شان اُن کی بڑی شانیں جُدا صدّیقِ اکبر
مصائب میں پکاریں کیوں نہ اُن کو دوائے ہر بلا صدّیقِ اکبر
لُٹایا راہِ حق میں اپنا سب کچھ مثالی ہے سخا صدّیقِ اکبر
ذرا دیکھو تو ہجرت کے سفر میں ہیں کتنے باوفا صدّیقِ اکبر
خدا کے فضل سے ہم کو ملا ہے تمھارا نقشِ پا صدّیقِ اکبر
خدا کے نور کے مظہر نبی ہیں نبی کا آئینہ صدّیقِ اکبر
سنبھل کر لکھ ثنا اُن کی اے عارفؔ ہیں فکروں سے ورا صدّیقِ اکبر

منقبت در شان فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عدالت کے پیکر ہیں فاروق اعظم
شرافت کے جوہر ہیں فاروق اعظم

نبی نے دعا کی ہے خود جن کی خاطر
وہ رفعت کے گوہر ہیں فاروق اعظم

کلامِ خدا میں ہے تائید جن کی
وہ محبوب سرور ہیں فاروق اعظم

وہ رمزِ شریعت کو پہچانتے ہیں
حکیم و شناور ہیں فاروق اعظم

بڑھی جن سے اسلام کی شان و شوکت
وہ ماہِ مُنوَّر ہیں فاروق اعظم

چلے حکم دریا پہ بھی جس عمر کا
وہ یارِ پیمبر ہیں فاروق اعظم

فتوحات جن کے قدم چومتی ہے
وہ فخرِ سکندر ہیں فاروق اعظم

منافق کی خاطر جو شمشیر بُرَّاں
وہ بالا و برتر ہیں فاروق اعظم

لرزتا ہے شیطان بھی جن کے ڈر سے
وہ عکسِ پیمبر ہیں فاروق اعظم

مجھے دے سکے نہ زمانہ ہزیمت
مددگار و یاور ہیں فاروق اعظم

کرم اُن کا عارفؔ پہ ہوگا یقیناً
کہ محتاج پرور ہیں فاروق اعظم

عظمتِ عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

میں کہاں اور کہاں عظمتِ عثمان غنی کیسے ممکن ہو بیاں، مدحتِ عثمان غنی
جن کو اللہ کے محبوب نے دو نُور دیا اور فزوں رب نے کیا رفعتِ عثمان غنی
جن کو دو بار بشارت ہے ملی جنت کی رب کو محبوب ہوئی راحتِ عثمان غنی
کوئی سائل نہیں لوٹا کبھی اُن کے دَر سے بے مثالی نہ ہو کیوں جُودتِ عثمان غنی
سرورِ دیں کو بھی اُن کی حیا ہے محبوب رشکِ حورانِ جناں غیرتِ عثمان غنی
ناشر و جامعِ قرآن ہیں عثماں بے شک سارے عالم پہ ہے یہ برکتِ عثمان غنی
رب اکبر نے انھیں ایسی فضیلت بخشی دونوں عالم میں ہوئی شہرتِ عثمان غنی
دستِ سرکار ہوا دست، غنی عثماں کا کیسی با شان ہوئی، بیعتِ عثمان غنی
جب سخاوت کا کہیں ذکر ہو تو لازم ہے ہو بیاں بزم میں پھر سیرتِ عثمان غنی
اُس کا ایمان سلامت نہیں جس کے دل میں ہے سبی اور جمی، نفرتِ عثمان غنی
ہم ہیں احسان شناساؤں کی صف میں لاریب کیسے بھولیں گے بھلا، خدمتِ عثمان غنی
نور و رحمت کی سدا ہوتی ہے برکھا واللہ زینتِ روئے زمیں تُربتِ عثمان غنی
فخر جس پر کریں سرکارِ دو عالم عارفؔ کتنی محبوب ہے وہ دولتِ عثمان غنی

منقبت در شانِ مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حقیقت کا بیاں مولیٰ علی ہیں　　عظیمت کا نشاں مولیٰ علی ہیں
علی آرامِ جانِ مصطفیٰ ہیں　　سکونِ بے کساں مولیٰ علی ہیں
امامِ اولیا واصفیا ہیں　　رئیسِ رہبراں مولیٰ علی ہیں
امینِ وحیِ پیغمبر بھی ہیں وہ　　نبی کے رازداں مولیٰ علی ہیں
علی شیرِ صفِ میداں ہیں بے شک　　نصیرِ اِنس وجاں مولیٰ علی ہیں
یہ رتبہ ہے کہ دامادِ نبی ہیں　　حَسِیں دُرِّ نہاں مولیٰ علی ہیں
اَبِ حسنین، زوج فاطمہ ہیں　　نبی کے جانِ جاں مولیٰ علی ہیں
علی ہیں بابِ علمِ سرورِ دیں　　وقارِ عالماں مولیٰ علی ہیں
مہکتے پھول ہیں چمنِ نبی کے　　بہارِ بوستاں مولیٰ علی ہیں
شریف واشرف واعلیٰ علی ہیں　　کریم ومہرباں مولیٰ علی ہیں
علی لطف و سخا حلم و حیا ہیں　　امیرِ ہرزماں مولیٰ علی ہیں
علی جود وعطا کے بادشہ ہیں　　سُرُورِ قلب وجاں مولیٰ علی ہیں
علی مشکل کشا عارفؔ ہیں بے شک　　ہمارے حرزِ جاں مولیٰ علی ہیں

منقبت در شانِ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پیکرِ صبر و رضا، میرے حسین
مخزنِ صدق وصفا، میرے حسین

پیشوائے اتقیا، میرے حسین ۔۔۔ رہ نمائے اولیا، میرے حسین
راہبر و رہ نما، میرے حسین ۔۔۔ والی و مشکل کشا، میرے حسین
جانِ محبوبِ خدا، میرے حسین ۔۔۔ بے کسوں کا آسرا، میرے حسین
دل برِ ارض وسما، میرے حسین ۔۔۔ آلِ پاکِ مصطفیٰ، میرے حسین
ہیں سکونِ فاطمہ، میرے حسین ۔۔۔ ہیں قرارِ مرتضیٰ، میرے حسین
آپ کا مسند بنا کیا شان ہے ۔۔۔ دوشِ محبوبِ خدا میرے حسین
جن پہ اسماعیل کو بھی ناز ہے ۔۔۔ وہ شہیدِ کربلا میرے حسین
دین کی عظمت بڑھائی آپ نے ۔۔۔ حافظِ دینِ خدا میرے حسین
رات دن کرتا رہوں تیری ثنا ۔۔۔ ہو زباں ایسی عطا میرے حسین
میں یہ سمجھوں گا کہ دل کعبہ بنا ۔۔۔ میرے دل میں گھر بَنا میرے حسین

تیری عظمت کیا بیاں عارفؔ کرے
تیرا واصف ہے خدا میرے حسین

منقبت در شان امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پارۂ قلب نبی میرے حسین
جانِ زہرا و علی میرے حسین

چوم کر ہونٹوں کو آقا نے کہا
نازشِ دینِ قوی، میرے حسین

کٹ گیا سر حق کی خاطر آپ کا
پر نہیں گردن جھکی، میرے حسین

دے گئے درسِ وفا، درسِ رضا
واہ ! اولادِ نبی میرے حسین

صبر کی ایسی کہاں کوئی مثال
کربلا میں جو ملی، میرے حسین

ننھے اصغر کو بھی قرباں کر دیا
کیا عجب تھی وہ گھڑی میرے حسین

زخم پر کھاتے رہے ہر بار زخم
پر نہ لغزش آسکی میرے حسین

راہ حق میں جو کہ قرباں ہو گئی
زندگی وہ زندگی، میرے حسین

زیرِ خنجر بھی ادا سجدہ کیا
واہ ! کیسی بندگی میرے حسین

آپ سے جس نے محبت کر لیا
ہو گیا وہ جنتی، میرے حسین

میں بھلا ہوں یا بُرا، ہُوں آپ کا
اک نظر جانِ علی، میرے حسین

ناز کرتی ہے سخاوت آپ پر
آپ ہیں ایسے سخی میرے حسین

اک نظر عارفؔ پہ اپنے کیجیے
آپ سے ہے لو لگی میرے حسین

ہمارے حسین

میرے رسول پاک کے پیارے حسین ہیں حضرت علی کی آنکھ کے تارے حسین ہیں
جبریل جن کا جھولا جھُلاتے تھے رات دن اللہ کے وہ ایسے دُلارے حسین ہیں
بابُ العلوم ہیں علی ، مشکل کشا علی اور حشر کی گھڑی میں سہارے حسین ہیں
محشر میں اُس کے کام حسین آئیں گے ضرور جس نے کہا ہے آج ہمارے حسین ہیں
شہدائے کربلا ہیں شہادت کے کہکشاں کربل کے آسماں کے ستارے حسین ہیں
اسلام اپنے خون سے سینچا حسین نے بحرِ غم والم کے کنارے حسین ہیں
بیدار ہو تو لینے دو انسانیت کو تم ہر قوم کہہ اٹھے گی، ہمارے حسین ہیں
عارفؔ بھی آج بزم میں کہتا ہے فخر سے مشکل کی ہر گھڑی میں سہارے حسین ہیں

ذکرِ حسین اپنا وظیفہ بنا کے دیکھ

آل رسولِ پاک کو دل میں بسا کے دیکھ ذکرِ حسین اپنا وظیفہ بنا کے دیکھ
پھر دیکھنا ملیں گی تمھیں ساری نعمتیں اپنے جگر میں شمعِ حسینی جلا کے دیکھ
سارا جہاں کرے گا تمھیں آج بھی سلام ہاتھوں میں کربلا کا وہ جھنڈا اُٹھا کے دیکھ
خنجر تلے حسین نے سجدہ ادا کیا کچھ کر خیال تو بھی خدا کو منا کے دیکھ
آواز کربلا سے یہ آتی ہے آج بھی پانا ہے گر خدا کو تو خود کو مٹا کے دیکھ
للّٰہیت ، خلوص و ایثار اور صبر یک جا جو دیکھنا ہے تو کربل میں آ کے دیکھ
عارفؔ ترے کلام کو مل جائے گا عروج دل کی زباں سے ذکرِ حسینی سُنا کے دیکھ

مرے آقا کے گھر جیسا

مرے آقا کے گھر جیسا کوئی گھر ہو نہیں سکتا
کوئی بھی خانوادہ مثلِ حیدر ہو نہیں سکتا

یہ سجدہ تو حسینی ہے ادا ہے زیرِ خنجر بھی
یہ اتنا قیمتی ہے، جتنا جوہر ہو نہیں سکتا

یزیدی مٹ گئے، اللہ کی لعنت ہوئی ان پر
مگر جو بھی حسینی ہے وہ بے گھر ہو نہیں سکتا

جو آلِ مصطفیٰ کے عشق میں سرشار رہتا ہے
مصائب میں بھی اس کا قلب مضطر ہو نہیں سکتا

حسینی جام پیتا ہوں، ہے قسمت اوج پر میری
مجھے شکوہ بھی تجھ سے سمندر ہو نہیں سکتا

حسینی سر وہ سر ہے نیزے پر قرآن پڑھتا ہے
اسے سن کر نہ جو تڑپے قلندر ہو نہیں سکتا

پہن لو میری بہنو صبرِ زینب کا حسیں زیور
حسیں دنیا میں اس سے کوئی زیور ہو نہیں سکتا

لٹا دی جان اپنی ننھے اصغر نے بھی کربل میں
یزیدیوں سے دب جائے یہ اصغر ہو نہیں سکتا

چمن زارِ حسینی میں نبی کے خون کی بو ہے
جہاں میں اس سے بڑھ کر مشک و عنبر ہو نہیں سکتا

جو پیغامِ حسینی کا علم بردار ہے، عارفؔ
سوائے اس کے کوئی میرا رہبر ہو نہیں سکتا

منقبت در شان غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

میری زباں سے کیا ہو پائے چرچا غوثِ اعظم کا
فہم سے اعلیٰ و بالا ہے رتبہ غوثِ اعظم کا

مجھ کو زمانے کی گردش کا خوف بھلا ہو کیوں لوگو
گردن میں جب میری پڑا ہے پٹہ غوثِ اعظم کا

رحمت کی بارش ہوتی ہے اس کے گھر اور آنگن میں
جس نے پایا ہے قسمت سے ٹکڑا غوثِ اعظم کا

لاج ہماری بھی رہ جائے اور نصیبہ اونچا ہو
مل جائے مجھ عاصی کو بھی صدقہ غوثِ اعظم کا

اُن کا سائل سوئے دولت اور ثروت کیوں کر بھاگے
لاکھ امیروں پر ہے بھاری منگتا غوثِ اعظم کا

اُن کے در کا پروردہ ہے، اُن کا ٹکڑا کھاتا ہے
شیر کو خطرے میں کیوں لائے کتا غوثِ اعظم کا

کیسے کوئی جان سکے گا اُن کے سَر کی عظمت کو
رشکِ ماہ و انجم ہے جب تلوہ غوثِ اعظم کا

اُن کے در سے سگ اور سگ سے اس عاصی کو نسبت ہے
عارفؔ کی گردن میں بھی ہے ڈورا غوثِ اعظم کا

خواجہ کا کرم

خواجہ کا کرم جب ہو جائے تو ادنیٰ، اعلیٰ ہو جائے
منگتا ہو گدا ہو پھر بھی وہ شاہوں سے دو بالا ہو جائے
جو، اُن کا ہوا، آقا کا ہوا، آقا کا ہوا تو رب کا ہوا
جب رب کا ہوا تو اُس کا پھر دنیا اور عقبیٰ ہو جائے
وہ چاہیں تو قطرے کو کردیں اک موج سمندر کا پل میں
چاہیں جو مرے پیارے خواجہ دریا بھی قطرہ ہو جائے
اے میرے غریب نواز شہا! خالی نہ ترے در سے جاؤں
اب لاج ہے آپ کے ہاتھوں میں، منگتا نہ رُسوا ہو جائے
سنتے ہیں یہاں جاتا ہی نہیں کوئی بھی سوالی خالی ہاتھ
میرے بھی آنگن میں خواجہ خوشیوں کا بسیرا ہو جائے
آیا ہے بہت امید لیے مایوس نہ کریو آپ اِسے
ہو چشم عنایت عارفؔ پر اس کا بھی گزارا ہو جائے

سکہ میرے خواجہ کا

سارے ہند پہ چلتا ہے بس سکہ میرے خواجہ کا
سارے عالم میں ہے شہرہ، چرچا میرے خواجہ کا

قلب و جگر میں رہتے ہیں وہ، راج سبھی پر کرتے ہیں
کتنا اعلیٰ و بالا ہے رُتبہ میرے خواجہ کا

ایک اشارے پر ساگر بھی قطرہ بن کر آتا ہے
حیرت میں ہے دیکھ کے دنیا کاسہ میرے خواجہ کا

دنیا والوں کی دولت و ثروت یہ کیوں کر مانگے
صبر کی دولت کا طالب ہے منگتا میرے خواجہ کا

پل بھر میں ہر ایک مصیبت سے چھٹکارا پایا ہے
جھوم کے جس نے دل سے لگایا نعرہ میرے خواجہ کا

خالی دامن آتے ہیں سب، صدقہ سب کو ملتا ہے
مل جائے اب عارفؔ کو بھی ٹکڑا میرے خواجہ کا

منقبت در شان مخدوم اشرف رضی اللہ تعالیٰ عنہ

زمانے بھر میں ہے چرچا مرے مخدوم اشرف کا
فرشتوں میں بھی ہے شہرہ مرے مخدوم اشرف کا
درِ اشرف کو مولیٰ نے بنایا شافی و کافی
بڑا ہے مرتبہ اعلیٰ مرے مخدوم اشرف کا

جو کر دے ترک سلطانی وہی ہیں شاہ سمنانی
یہ دل کس کا جگر کس کا؟ مرے مخدوم اشرف کا
کبھی رُسوا نہیں ہوتا پشیماں بھی نہیں ہوتا
کہ جو ہے چاہنے والا مرے مخدوم اشرف کا
فدا ہو جائے رُخ پر اور قدموں میں جبیں رکھ دے
جو دیکھے جلوۂ زیبا مرے مخدوم اشرف کا
کچھوچھہ میں ہے جاری بحرِ عرفان شہ اشرف
ہے جاری فیض کا دریا مرے مخدوم اشرف کا
سدا ہے آستانے پر خدا کی رحمت و برکت
حسیں ہے کس قدر قُبّہ مرے مخدوم اشرف کا
کوئی آسیب ہو یا مرض، پل بھر میں شفا پاؤ
لگاؤ دل سے جو نعرہ مرے مخدوم اشرف کا
مری قسمت سنور جائے مقدر میرا کھل جائے
ہمیشہ مجھ پہ ہو سایہ، مرے مخدوم اشرف کا
بتاؤں کیا میں شانِ شاہِ سمناں کیا مری وسعت
شہنشہ بھی ہوا منگتا، مرے مخدوم اشرف کا
جہاں بھر میں وہ رُسوا ہے جو اُن سے بغض رکھتا ہے
مُحِب ہے شاد ہر لمحہ، مرے مخدوم اشرف کا
نہیں ہے خوف، اہلِ شر کا عارفؔ کو ذرا سا بھی
سگِ دربار ہے کس کا؟ مرے مخدوم اشرف کا

غنچے کھلا دیے ہیں

میرے رضا نے دل کے غنچے کھلا دیے ہیں
عشق رسول اکرم دل میں بسا دیے ہیں

ہم ان کی کرکے باتیں، پڑھ پڑھ کے ان کی نعتیں
ہر سمت اس جہاں میں دُھومیں مچا دیے ہیں

تھا ان کا اصل مقصد خیرالبشر کی عظمت
آداب بارگاہِ احمد سکھا دیے ہیں

ہم گِررَہے تھے اپنی نادانیوں کے باعث
احمد رضا نے ہم کو اونچا اٹھا دیے ہیں

نظریں جھکائے شوق دیدار میں تھے جن کے
نعتوں میں اپنی اُن کے جلوے دکھا دیے ہیں

غیب نبی پہ لکھ کر الدولۃ المکیہ
اعدا کے منہ پہ تُونے تالے لگا دیئے ہیں

ہم کو بھی کچھ عطا ہو عشق نبی کا صدقہ
روضے پہ آکے ہم بھی بستر جما دیئے ہیں

کلکِ رضا چلا ہے جب عشق مصطفیٰ میں
اعدائے مصطفیٰ کے چھکّے چھڑا دیے ہیں

اشعار میں تمھارے عارفؔ جو چاشنی ہے
اس میں رضا کے جلوے تونے بسا دیے ہیں

منقبت در شان اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہیں ہمارے پیشوا احمد رضا عاشق خیر الوریٰ احمد رضا
جس کے دم سے سنیت آباد ہے بالیقیں ہے وہ مرا احمد رضا
جس نے ایماں کی عطا کی چاشنی وہ مرے پیارے رضا احمد رضا
اسوۂ سرکار کے ہیں آئینہ ہیں رضائے مصطفیٰ احمد رضا
جس کے اندر حق کی صورت دیکھ لیں ایک ایسا آئینہ احمد رضا
وہ ہمارے دل میں رہتے ہیں سدا ہیں فدائے مصطفیٰ احمد رضا
چھا گئے چشم زدن میں ہر طرف وہ مرے پیارے رضا احمد رضا
اولیا، علما و صلحا دیکھ کر ہو گئے تم پر فدا احمد رضا
تو نے منہ باطل کا کالا کر دیا نورِ حق روشن ہوا احمد رضا
ہے زمانہ محو حیرت دیکھ کر بول بالا آپ کا، احمد رضا
ان کی رفعت، صدقۂ سرکار ہے ہیں نبی کا معجزہ احمد رضا
دست بستہ عقل و دانش ہیں کھڑے آپ کے در پر شہا احمد رضا
چومتی ہے تیری پیشانی زمیں ہے فلک در پر جھکا احمد رضا
ان کے در سے مل گیا عارفؔ کو بھی ایک نسخہ عشق کا، احمد رضا

منقبت در شان حافظ ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ع
عزیزی میکدے کا رِند بھی ہے کیسا مستانہ
نشے میں بھی نہیں یہ چھوڑتا اطوار فرزانہ

ب
بیاباں کی شب ظلمت میں کس کی روشنی ہے یہ
بتا کس کی محبت نے کیا آباد ویرانہ

د
دلوں میں کس نے ڈالی ہے محبت اپنے آقا کی
یہ کس مرد قلندر کا ہے اندازِ کلیمانہ

ا
ابھی تک کس کی خوشبو سے معطر ہے منور ہے
درو دیوار اشرفیہ میں کس کا ہے یہ نذرانہ

ل
لہو سے سینچ کر کس نے کیا شاداب گلشن کو
حسینوں کو بنا ڈالا ہے کس نے اپنا دیوانہ

ع
عطا کس نے کیا ذرے کو رتبہ آسمانوں کا
یہ قطرہ ہو گیا کیسے بھلا دریا کا ہم خانہ

زِ
زمانے کو سکھایا کس نے اسرار عمل پیہم
فقیری میں بھی دی کس نے ہمیں انداز شاہانہ

ی
یہ انداز جنوں کس نے دیا ہے مرد مومن کو
شبستان محبت کا بنایا کس نے پروانہ

ز
زمیں کیا آسمانوں میں بھی کس کا نام روشن ہے
ہویدا ہے لب گل سے بھلا یہ کس کا افسانہ

سنو وہ مرد مومن تھے حضور حافظ ملت
لہو دے کر دیا ہے جس نے ہم کو لذتِ رفعت

ح
حضور حافظ ملت سراپا عشق اور الفت
مشام جاں معطر کر گئی جس کی ہر اک فطرت

ا
اسی مرد قلندر نے دیا آہ سحر گاہی
اسی کے روز و شب نے دی ہماری روح کو غیرت

ف
فرشتے محو حیرت ہیں کہ یہ اک مردِ خرقہ پوش
زمیں سے آسماں تک دے گیا افکار کو وسعت

ظ
ظفر جس کا مقدر تھا عقیدت جس پہ شیدا تھی
خودی کا راز داں تھا وہ سراپا عظمت و شوکت

م
مجاہد تھا مسلماں کو دیا رمزِ مسلمانی
مصافِ زندگانی میں دیا تدبیر کی قوت

ل
لحد سے آ رہی ہے اب تلک گفتار کی خوشبو
جوانانِ گلستاں سے مخاطب اس کی ہے نسبت

ل
لہو سے اشرفیہ کے چمن کو ہم نے سینچا ہے
بڑی مشکل سے دی ہے ہم نے تم کو شوکت و رفعت

ت
تجھے لازم ہے اس کے ذرے ذرے سے محبت کر
جگر میں روح میں دل میں بسا لے اس کی تو الفت

عظمت حافظ ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

بیاں ہو کس طرح سے تیری عظمت حافظ ملت
تری عظمت پہ ہے قربان عظمت حافظ ملت

جگر کا خون دے کر اشرفیہ کو کیا اشرف
بنایا اِس کو تو نے باغ جنت حافظ ملت

کیا اک ایک لمحہ قوم و ملت کے لیے قرباں
کرے نہ کیوں زمانہ تیری مدحت حافظ ملت

بسا تھا تیری رگ رگ میں نبی کا عشق بے پایاں
یہی تھی تیری ثروت اور دولت حافظ ملت

تمہاری سادگی پر ہو گئی قربان رنگینی
تری حکمت پہ حکمت کو ہے حیرت حافظ ملت

پیامِ اعلیٰ حضرت عام کرنا تھا ترا مقصد
قیامت تک رہے یہ شئ سلامت حافظ ملت

بھروسہ رب پہ ہو تو کامرانی مل ہی جاتی ہے
یہاں بس کام ہے، قلّت نہ کثرت حافظ ملت

خدارا عارفؔ خستہ کی اب امید بَر آئے
عطا ہو جائے اس عاصی کو قُربت حافظ ملت

تو حافظ ملت شدی

چہ کردۂ یا مرشدی، تو حافظ ملت شدی
دیدم نہ چوں تو دلبری، تو حافظ ملت شدی

عاشق بہ گشتند عالماں، بر تو فدا کردند جاں
معشوق عالم تو شدی، تو حافظ ملت شدی

بر دل تو قبضہ کردہ کہ صنعت ایں ساحری
دیدہ نہ شد در سامری، تو حافظ ملت شدی

تو عاشق خیر الوریٰ، تو صاحب مجد وعُلیٰ
ایں بر تو فضل ایزدی، تو حافظ ملت شدی

اے کہ تو کردی خونِ دل قربان بر ایں جامعہ
قطرہ را دریا ساختی، تو حافظ ملت شدی

اوج ثریا منزلت، رشد و ہدایت پیکرت
در فقر شان خسروی، تو حافظ ملت شدی

اے ضیغم غوث الوریٰ، اے ناشر فکر رضا
اے کہ حیاتت روشنی تو حافظ ملت شدی

اے حق شناسا، حق نگر، اے حامل صبر و رضا
اے وارث علم نبی، تو حافظ ملت شدی

ہماری جان مارہرہ

ہمارا دِل ہے مارہرہ، ہماری جان مارہرہ
یہی بولے نبی والے ہماری شان مارہرہ

وہ مارہرہ جہاں دن رات بارش نور ورحمت کی
جہانِ سنیت پر ہے بڑا احسان مارہرہ

یہ آل نور ہیں یاں نور کی بٹتی ہیں خیراتیں
بلا شک غمزدوں کے واسطے مسکان مارہرہ

یہیں کے نور سے احمد رضا کا نور پھیلا ہے
مگر یہ بھی ہے سچ احمد رضا ہیں شان مارہرہ

یہاں ہر نور سے اِخلاص کی کرنیں چمکتی ہیں
قسم اللہ کی اِخلاص کی ہے کان مارہرہ

جو پھیلی روشنی کعبہ سے اور آئی مدینے میں
چلی بغداد سے پھر ہو گیا ذیشان مارہرہ

یہاں چلنا سنبھل کر باادب ہو کر ذرا عارفؔ
کہ ہے یہ سرزمینِ عشق اور عرفان مارہرہ

منقبت حضرت شعیب الاولیاء یار علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

پیکرِ عشقِ نبی ہیں حضرت یارِ علی
بالیقیں رب کے ولی ہیں حضرت یارِ علی
عشق و عرفاں سے عبارت ان کی تابندہ حیات
باغِ جنت کی کلی ہیں، حضرت یارِ علی
ان کے کردار و عمل میں نور ہے حسنین کا
عکسِ کردارِ علی ہیں حضرت یارِ علی
اہلِ تقویٰ کو بھی جن اتقا پر ناز ہے
ہاں ! یہ ایسے متقی ہیں حضرت یارِ علی
حضرت فاروق کے جلوؤں کی رعنائی ہیں یہ
نازشِ دینِ نبی ہیں حضرت یارِ علی
فیضِ غوثِ پاک ان کے در سے عارفؔ کو ملا
ایسے سنی قادری ہیں حضرت یارِ علی

منقبت حضرت صوفی نظام الدین علیہ الرحمہ

کس قدر ہے ذی وَجاہت صوفی ملت کی ذات
بالیقیں ہے اک کرامت صوفی ملت کی ذات

جس کی رگ رگ میں بسا ہے ذکرِ رب عشق رسول
جسکا ہر لمحہ عبادت صوفی ملت کی ذات

زینتِ بزمِ سنن ہیں شمع بزم مصطفی
منبع علم و صداقت صوفی ملت کی ذات

کہتے تھے اہل جہاں زندہ ولی جس ذات کو
ہے وہی سر ولایت صوفی ملت کی ذات

ہیں مثالِ شمع روشن درمیان اولیا
نور ایماں کی علامت صوفی ملت کی ذات

سنتوں کے آئینے میں ہر قدم جن کا اٹھا
پیکر زہد و شرافت صوفی ملت کی ذات

ان کی خدمات جلیلہ پر بجا ہے یہ کہوں
فرد کیا ہے اک جماعت صوفی ملت کی ذات

احسن العلما نے جن کو کر دیا اتنا حسن
ہوگئی رشد و ہدایت صوفی ملت کی ذات

ان کے دامن میں ملے گی تم کو اے عارؔف نجات
کیوں کہ ہے بحر سخاوت صوفی ملت کی ذات

عاشقِ رسول، ممتاز قادری کے نام

ظالمو! تم نے یہ سمجھا ہے کہ ہم تو مَر گئے — سُن لو! آقا کے حضور ہم سُرخرُو ہو کر گئے
اپنے آقا پر کیا، قربان ہم نے زندگی — زندگی ایسی ملی کہ دو جہاں میں تَر گئے
سَر وہی ہے جو خدا کی بندگی میں خم رہے — ورنہ دنیا میں تو کتنے آئے، کتنے سَر گئے
جاں وہی ہے جان، جو سرکار پر قربان ہو — دیکھ لو! یہ مرحلہ آسان ہم بھی کر گئے
حفظِ ناموسِ رسالت، مومنوں کا ہے شعار — اُن کی کیا ہے زندگی، جو زندگی میں مَر گئے
نعلِ پاک سرورِ کونین پر ہو کر فدا — ہم جہاں سے بن کے دیکھو عاشقِ سرور گئے
ہم کو وہ دولت ملی، جس پر جہاں کو ناز ہے — کون کہتا ہے کہ ہم دنیا سے بے جوہر گئے
پہلے غازی تھا لقب اور اب شہیدِ عشق ہے — اہلِ دنیا کو بتا کر فرقِ خیر و شر گئے
میری جرأت اور ہمت کو سلامی دیجیے — اپنی زلفوں میں سجا کر ہم مہ و اختر گئے
تاجِ شاہی ہم نے پائی، ہم کو رفعت مِل گئی — ورنہ دنیا میں بہت سے کسریٰ و قیصر گئے
جان، جاناں کے حوالے کر دیا ہے شوق سے — ایسے عاشق مجھ سے بھی اول گئے آخر گئے
چوم کر پتھر کو بھی ذیشاں کیا سرکار نے — ہم تو اُن کے عشق کا، لے کر کے بال و پر گئے
ہم جو جیتے تھے تو اُن سے چین ملتا تھا ہمیں — آج دیکھو ہم پہن کر حُسن کا زیور گئے
چرخ سے آئیں صدائیں، مرحبا، صد مرحبا — اپنے ہاتھوں میں لیے ہم آج وہ ساغر گئے
ہیں فرشتے صف بہ صف میری سلامی کو کھڑے — چھوڑ کر فانی جہاں، ہم آج اپنے گھر گئے
آب و گِل کا ایک پُتلا آج سونا بن گیا — اپنے ماتھے پر سجا کر عشق کا جُھومر گئے
یہ مقام و مرتبہ بس عاشقوں کے واسطے — ورنہ دنیا سے بہت ہوشیار و دانشور گئے
ہے قلم جس سے بیاں ہو رفعتِ سرکارِ دیں — ورنہ بس نقصان ہے، بے کار سب دفتر گئے
مُنھ میں رکھتے ہو زباں تو اُن کی مدحت کر چلو — فلسفہ یہ دے کے ہم کو فاتحِ خیبر گئے
یوں تو دنیا میں سبھی عارفؔ ہیں مرنے کے لیے — موت اُن کی زندگی ہے، جو نبی پر مَر گئے

منظومات

مرے درد کو جو سمجھتی ہے ماں ہے
مرے دل کی ہر بات رکھتی ہے ماں ہے

زباں کو میں کھولوں کہ میں کچھ نہ بولوں
اشاروں کو میرے سمجھتی ہے ماں ہے

جو چہرے کی رنگت کو پہچانتی ہے
مرے دل کی دھڑکن کو پڑھتی ہے ماں ہے

مرا ایک ادنیٰ سا غم دیکھ کر بھی
جو بسمل کے جیسے تڑپتی ہے ماں ہے

مری زندگی میں بہاریں ہیں ہر سو
مری زندگی بھی مہکتی ہے ماں ہے

جو میرے لیے اپنا غم بھول جائے
جو ہنس کر کے دکھ درد سہتی ہے ماں ہے

مجھے جس کے اشکوں سے عظمت ملی ہے
جو میرے لیے روتی رہتی ہے ماں ہے

وہ آنچل جو ہے سائباں اور نگہباں
جو پھولوں سے بہتر مہکتی ہے ماں ہے

حدیثِ نبی سے پتا یہ چلا ہے
جو فردوس قدموں میں رکھتی ہے ماں ہے

کہاں ماں کی جیسی محبت ہے عارفؔ
محبت بھی قربان رہتی ہے ماں ہے

رحمت کا دروازہ بیٹی

رحمت کا دروازہ بیٹی بخشش کا ہے ذریعہ بیٹی
بیٹی ہے تو غم نہ کرنا رب کا ہے اِک تحفہ بیٹی
بیٹا بھی ہے رب کی نعمت لیکن نور کا ہالہ بیٹی
بیٹی آقا کو ہے پیاری بنت نبی کا صدقہ بیٹی
ساتھ سبھی جب چھوڑ چلیں گے ایسے وقت سہارا بیٹی
بلبل بیٹی ، کوئل بیٹی گھر کا ہے اک طوطا بیٹی
کلکاری سے آنگن مہکے خوشبو کا اک جھونکا بیٹی
باغِ قدرت کا ہے سنبل گُل ہے بیٹی ، لالہ بیٹی
گھر کرنوں سے روشن کرتی چاند ہے بیٹی ، تارہ بیٹی
بیٹی دل کا چین وسکوں ہے کہنا مت ہے کانٹا بیٹی
بھائی کی ہے پیاری بہنا باپ کی خاطر تحفہ بیٹی
ماں کے کام میں ہاتھ بٹائے بن کر ایک سہارا بیٹی
چشمِ حیرت سے تکتا ہوں رب نے کیا ہے بنایا بیٹی
اک دن ہم کو چھوڑ کے جائے دوجے کا ہے سہرا بیٹی
بیٹی وہ جو لاج بچائے اور کرے نہ رُسوا بیٹی
اَشک ہمارے تھم جائیں گے تم عزت سے رہنا بیٹی
کوئی مصیبت تم پر آئے ہنس کر اُس کو سہنا بیٹی
کوئی ایسا کام نہ کرنا بَن جائے جو قصہ بیٹی

تیرا ہر ہر کام ہو ایسا
بنت نبی کا اُسوہ بیٹی
گھر کی بات کو گھر میں رکھنا
دوجے سے نہ کہنا بیٹی
تیرا شوہر، تیری عظمت
دُکھ نہ اس کو دینا بیٹی
ساس سسر ہیں تیرے سایہ
بننا اُن کا سایہ بیٹی
عارفؔ پر مولیٰ کا کرم ہے
اِس کو عطا ہے بیٹا بیٹی

میری بیٹی سدا مسکراتی رہے

میری بیٹی سدا مسکراتی رہے
اس کو ہر غم سے قدرت بچاتی رہے
جب سے بیٹی مرے گھر میں پیدا ہوئی
اور بھی بڑھ گئی میرے گھر روشنی
فضل رب کا ہوا بڑھ گئیں برکتیں
مجھ پہ اللہ کی ہو گئیں رحمتیں
فاطمہ بی کا صدقہ اسے ہو عطا
یا الٰہی اسے صالحہ تو بنا
اس کو دنیا میں کوئی بھی غم نہ ملے
روز محشر بھی کوئی الم نہ ملے
یہ جہاں بھی رہے یوں چمکتی رہے
خلقِ زینب لیے یہ مہکتی رہے
عابدہ، زاہدہ بن کے روشن رہے
ایسا کردار ہو زیب آنگن بنے
جیسا فرمان ہے میرے سرکار کا
یا الٰہی اسے اس طرح تو بنا
کوئی مشکل گھڑی نہ اسے تو دکھا
اس کے دامن کو خوشیوں سے بھر دے خدا
میری جنت کا باعث بنا دے اِسے
فاطمہ بی کی رہ پر چلا دے اِسے
تجھ سے مانگے ہے عارفؔ خدایا دعا
میری بیٹی کو کوئی بھی غم نہ دِکھا

یہی زندگی کا اصول ہے

کبھی راحتیں کبھی مشکلیں، یہی زندگی کا اصول ہے
کہیں سختیاں کہیں نرمیاں، کہیں خار ہے کہیں پھول ہے

ہے تلاشِ منزلِ صدق تو ذرا تم سنبھل کے چلا کرو
یہ ہے راستہ بڑا پُر خطر، کہیں ریت ہے کہیں دھول ہے

ہے سکونِ قلب تو صبر میں، ہے قرار روح تو شکر میں
ہے تلاشِ جوہر وزر اگر، تو جناب آپ کی بھول ہے

کرو رب کے بندوں کی خدمتیں تو ملیں گی تم کو بھی راحتیں
یہی زندگی کی ہے زندگی، یہ نہیں تو زیست فضول ہے

کوئی ناز کرتا ہے حسن پر، کوئی رقصِ عیش میں مست ہے
کوئی غرقِ کلفت و درد ہے، تو غذائے خار ببول ہے

کوئی مستِ نالۂ بلبلاں، کوئی لے کے بیٹھا ہے داستاں
ہے بڑا عجیب یہ سلسلہ، یہ بڑا عجیب اُصول ہے

چڑھتے سورج ڈھلتے دیکھے

چڑھتے سورج ڈھلتے دیکھے — بجھتے دیے جلتے دیکھے
ہیرا بھی بے قیمت دیکھا — کھوٹے سکّے چلتے دیکھے
جس کے گھر اک دانہ، نہ تھا — اس کے بچّے پلتے دیکھے
جس کو دنیا نے ٹھکرایا — اس کو پھولتے پھلتے دیکھے
دال نہیں گلتی ہے کیسے — میں نے پتھر گلتے دیکھے
جس نے قدر نہ کی اپنوں کی — اس کو ہتھیلی ملتے دیکھے
مٹی کیا پتھر سے ہم نے — چشمے خوب ابلتے دیکھے
چڑھتی جوانی پر کیا غرّہ — ہم نے اس کو ڈھلتے دیکھے
جن کو نشہ تھا اپنے دَھن پر — اُن کو غم میں گلتے دیکھے
چلتوں کو گرتے دیکھا ہے — اور گرتوں کو سنبھلتے دیکھے
عارفؔ یہ دنیا ہے دھوکہ — سَو سَو بھیس بدلتے دیکھے

مری روداد گرچہ مختصر ہے

مری روداد گرچہ مختصر ہے — مسلسل غم شریکِ ہم سفر ہے
وہ کل تک جو نگہ باں تھا ہمارا — وہ اب میرے لیے وجہِ ضرر ہے
میں دشمن کو سمجھ پایا نہ دشمن — یہ کمزوری نہیں میرا ہنر ہے
مَضرت مجھ کو اپنوں سے ملی ہے — کہاں غیروں میں اتنا زورِ شر ہے
تبسم دیکھ کر دھوکا نہ کھانا — لبوں پر ہے تبسم آنکھ تر ہے
بہے تھے اشک اک دن گلستاں میں — ابھی تک تر گل و برگ و ثمر ہے
تصور میں کوئی چپکے سے آیا — فدا جس پر مرا قلب و جگر ہے
تمنا ہے کبھی دیدار کر لوں — اسی امید میں میری نظر ہے

ڈر لاگے ہے

اب تو حق بات بھی کہتے ہوئے ڈر لاگے ہے
اپنی منزل میں بھی رہتے ہوئے ڈر لاگے ہے
نفرتوں کی ہے چلی ایسی ہوا عالم میں
اب اُجالے میں بھی چلتے ہوئے ڈر لاگے ہے
کون اپنا ہے ؟ عدُو کون ؟ سمجھنا مشکل
رُوبرُو یار کے ہنستے ہوئے ڈر لاگے ہے
حادثوں کو ہے محبت تو محبت ہم سے
گھر کا گھر دیکھ کے جلتے ہوئے ڈر لاگے ہے
اب تو قاتل بھی مسیحا بنا پھرتا ہے جناب
ہم کو قاتل اسے کہتے ہوئے ڈر لاگے ہے
یوں خلوص اور محبت کا جنازہ نکلا
اپنا پہلو بھی بدلتے ہوئے ڈر لاگے ہے
شعلۂ بغض و حسد نے ہمیں گھیرا ایسا
اپنے قدموں پہ سنبھلتے ہوئے ڈر لاگے ہے
پہلے بادل جو گرجتا تھا تو ڈر لگتا تھا
اب تو بادل کے برستے ہوئے ڈر لاگے ہے
اب بُزرگوں کی بھی عزت کہاں محفوظ عارفؔ
دیکھ دَستار اُچھلتے ہوئے ڈر لاگے ہے

اُنھیں جانے کی جلدی تھی

غمِ دل کا فسانہ تھا، اُنھیں جانے کی جلدی تھی
مجھے اُن کو سُنانا تھا، اُنھیں جانے کی جلدی تھی

مرا دم گھُٹ رہا تھا دردِ فُرقت کے تصور سے
اُنھیں گھر اپنے جانا تھا، اُنھیں جانے کی جلدی تھی

بھلا شمع کو کیا غم، اُس کے پروانے ہزاروں ہیں
مرا دشمن زمانہ تھا، اُنھیں جانے کی جلدی تھی

اِدھر آئے اُدھر تیاریاں جانے کی کر بیٹھے
یہ آنا کیسا آنا تھا، اُنھیں جانے کی جلدی تھی

سجایا تھا سنوارا تھا بڑی ہی آرزوؤں سے
مکانِ دِل دِکھانا تھا، اُنھیں جانے کی جلدی تھی

تبسم ریز ہونٹوں سے مجھے مغموم کر بیٹھے
یہ کیسا مُسکرانا تھا، اُنھیں جانے کی جلدی تھی

میں زخموں سے ہُوا تھا چُور، بے بس تک رہا تھا میں
جنھیں مرہم لگانا تھا، اُنھیں جانے کی جلدی تھی

ابھی تو رُوح نکلی تھی، ابھی احباب آئے تھے
مِرا لاشہ اُٹھانا تھا، اُنھیں جانے کی جلدی تھی

اُنھیں کیا خاک مطلب ہو ہماری خاکِ تُربت سے
اُنھیں تو اک بہانا تھا، اُنھیں جانے کی جلدی تھی

میں جس دولت کو پیچھے چھوڑ آیا تھا اُسی پر اَب
اُنھیں قبضہ جمانا تھا، اُنھیں جانے کی جلدی تھی

اے عارفؔ اب نئے گھر میں نئے یاروں سے مِلنا تھا
اُنھیں سے دِل لگانا تھا، اُنھیں جانے کی جلدی تھی

اِترانا نہیں اچھا

کبھی بھی مال اور دولت پہ اِترانا نہیں اچھا
یہ نعمت عارضی ہے اس پہ بل کھانا نہیں اچھا

ہمیں یہ بُزدلی اک روز لے کر ڈوب جائے گی
اگر حق بات کہنا ہے تو شرمانا نہیں اچھا

ہمیشہ اپنے بھائی کی بھلائی کی کرو خواہش
کسی کے بُغض میں دل اپنا تڑپانا نہیں اچھا

محبت کی فضا ہموار دنیا میں کرو ہر دم
کبھی بھی شعلۂ نفرت کو بھڑکانا نہیں اچھا

زباں سے اپنی میٹھی بات بولو دکھ نہ پہنچاؤ
زباں کے وار سے تکلیف پہنچانا نہیں اچھا

تری نظریں اگر اُٹھیں تو اُٹھیں نیک نیت سے
اِن آنکھوں سے بُرائی دیکھتے جانا نہیں اچھا

مسلمانوں کو زیبا ہے یہ منبر اور یہ مسجد
کبھی ان کے لیے دنیا کا میخانہ نہیں اچھا

اگر ہے ہاتھ میں طاقت مدد کر دو غریبوں کی
قوی ہاتھوں سے اپنے ظلم پھیلانا نہیں اچھا

ملاؤ ہاتھ الفت سے غریبوں سے امیروں سے
غریبی دیکھ کر نفرت سے کترانا نہیں اچھا

تمھیں معلوم ہے دولت بہت ہی بے وفا شے ہے
اسی میں ڈوب کر یوں تیرا مر جانا نہیں اچھا

خدا نے نعمتیں دی ہیں تو اُن کا شکر واجب ہے
بلا شکرِ الٰہی نعمتیں کھانا نہیں اچھا

پنہ مانگو خدا کی نفس و شیطاں کی شرارت سے
اے عارفؔ ان کی میٹھی بات پر جانا نہیں اچھا

تعارف شاعر

از: غازیِ نیپال حضرت علامہ مولانا **مظہر علی** نظامی علیمیؔ
پرنسپل: دارالعلوم عربیہ اہل سنت نورالعلوم پوکھر بھنڈا ضلع روپندیہی (نیپال)

تجربہ شاہد ہے کہ عام طور پر کسی شخص کو کسی خاص فن سے طبعی مناسبت اور دل چسپی ہوتی ہے۔ ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ انسان مختلف علوم وفنون سے دلچسپی اور لگاو رکھتا ہو، لیکن ابھی میں اپنے جس ممدوح کا تذکرہ کر رہا ہوں، یعنی فاضل جلیل ، امیرالقلم، حضرت علامہ **غیاث الدین احمد عارفؔ مصباحیؔ نظامیؔ**، استاذ مدرسہ عربیہ سعیدالعلوم یکما ڈپو لکشمی پور مہراج گنج، اس لحاظ سے بڑی ممتاز اور منفرد شخصیت کے مالک ہیں کہ آپ بیک وقت جید عالم دین ،مایہ ناز مدرس ،خوش بیان مقرراور ایک بہترین شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک اچھے ادیب و مصنف بھی ہیں۔ اتنی قلیل عمر میں اتنی خوبیاں کسی ایک انسان میں کم ہی جمع ہوپاتی ہیں۔

یہ آپ پر اللہ پاک جل شانہ اور اس کے حبیب صاحب لولاک ﷺ کا بڑا عظیم فضل ہے کہ آپ نے اس قلیل العمری میں جہاں کئی علمی کام کیے ہیں وہیں آپ کے اندر خدمت خلق کا جذبۂ بیکراں بھی پایا جاتا ہے۔آپ کے اندر خدمت دین متین کا ایک جذبۂ وافر موجود ہے جس کی زندہ مثال جامعہ قمرالنسا، نسواں کالج چین پور بھیرہوا کا قیام ہے۔ جو آپ ہی کی تحریک پر ممکن ہوا۔اس کے علاوہ پورے علاقے میں تقریبًا تمام جلسوں، کانفرنسوں کی قیادت ونگرانی بھی بہت ہی خوش اسلوبی کے ساتھ آپ فرماتے رہتے ہیں۔

پیدائش اور خاندانی پس منظر

آپ کی پیدائش ہند ونیپال کی سرحد کے قریب ایک چھوٹے سے گاؤں چین پور میں ایک دین دار گھرانے میں ۱۰؍فروری ۱۹۸۰ء کو ہوئی۔ آپ کے والد محترم الحاج محمد امین صاحب قبلہ نہایت دین دار شخص ہیں۔ علما سے خصوصی لگاؤ رکھتے ہیں۔ آپ کی والدہ محترمہ جو اس دنیا سے رحلت فرما چکیں ہیں (اللہ رب العزت ان کی قبر پر رحمت کی برسات فرمائے) بہت ہی نیک، صالحہ اور غریب پرور خاتون تھیں۔

تعلیم و تدریس

آپ نے ابتدائی تعلیم گاؤں کے مکتب میں حاصل کی پھر آپ کے والد بزرگوار نے اعلیٰ تعلیم کی تحصیل کے لیے ۱۹۹۱ء میں دارالعلوم غوثیہ اہل سنت نورالعلوم محلہ کٹھوتیہ بھیرہوا میں استاذ الاساتذہ، شیر نیپال حضرت علامہ الحاج صوفی **محمد صدیق** صاحب قبلہ دام ظلہ العالی کی آغوش تربیت میں ڈال دیا۔

پھر ۱۹۹۵ء میں حضرت شیر نیپال صاحب قبلہ نے آپ کا داخلہ دارالعلوم عزیزیہ مظہر العلوم نچلول بازار مہراج گنج یوپی میں کرادیا۔ بعدہ آپ نے ازہر ہند الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور کا رُخ کیا اور حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی بارگاہ عالی سے خوب خوب اکتساب فیض کیا، جہاں آپ کو سن ۲۰۰۰ء میں سند و دستار فضیلت سے نوازا گیا۔

فراغت کے بعد علامہ موصوف سب سے پہلے دارالعلوم فیض الرسول نوڈہوا پوسٹ سکھوانی مہراج گنج میں نہایت ہی انہماک کے ساتھ تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے، اس درمیان آپ کا قلم بھی چلتا رہا اور قوم مسلم کے

مسائل اور اس کے حل کے حوالے سے نیز دیگر عناوین پر مختلف مضامین آئے دن اخبارات اور ماہناموں میں شائع ہوتے رہے اور رفتہ رفتہ آپ عروج وارتقا کی منزلیں طے کرتے رہے۔

تقریباً تین سال تک آپ نے ادارہ مذکورہ میں بحسن وخوبی تعلیمی و تدریسی خدمات انجام دیے پھر محسن قوم وملت حضرت علامہ **سید علی نظامی** صاحب قبلہ کی پیش کش کو قبول کرتے ہوئے آپ مدرسہ عربیہ سعید العلوم یکماڈپو لکشمی پور مہراج گنج تشریف لائے، ۲۰۰۴ء سے تاحال یہیں تدریس کے فرائض کے ساتھ ساتھ تصنیفی، تبلیغی اور تعمیری خدمات بھی کما حقہ انجام دے رہے ہیں۔

تصنیف و تالیف

یوں تو ماہناموں اور اخبارات میں آپ کے درجنوں مضامین ومقالات، نعتیہ کلام اور نظمیں وغزلیں شائع ہوتی رہی ہیں لیکن ان کے علاوہ آپ نے کچھ مستقل رسالے بھی ترتیب دیے ہیں جن میں کچھ مطبوعہ اور کچھ غیر مطبوعہ ہیں۔ تفصیل حسب ذیل ہے:

۱ **حیات خطیب البراہین** (اردو)

۲ **میلاد النبی ﷺ کی فضیلت** (ہندی)

۳ **نبی کریم ﷺ کا علم غیب، قرآن وحدیث کی روشنی میں** (ہندی)

۴ **گلستان ریاض** (پیر مفتی ابوالنصر محمد ریاض الدین قادری اٹک پنجاب پاکستان کے فارسی اشعار کا ترجمہ وتشریح جو صاحب زادہ پیر واحد حسین رضوی کی فرمائش پر لکھی گئی اور پاکستان ہی سے شائع ہوئی)

۵ **حضرت سید احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بحیثیت صوفی** (اردو)

۶ **ترجمہ کلام نوری:** شیخ المشائخ حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں مارہروی رضی اللہ عنہ کے عربی وفارسی کلام کا ترجمہ، جو ڈاکٹر مشاہد حسین رضوی قبلہ مالے گاؤں کی فرمائش پر معرض وجود میں آیا۔ (غیر مطبوعہ)

۷ **نغمات عارف :** نعتوں، منقبتوں کا مجموعہ

ایوارڈ

آپ کی تعلیمی و تبلیغی اور تصنیفی خدمات کے اعتراف میں ”**امام احمد رضا ایوارڈ**“ اور ”**کاملی ایوارڈ**“ سے بھی نوازا گیا۔ اول الذکر ایوارڈ، دار العلوم امام احمد رضا بندیشر پور سدھارتھ نگر اور ثانی الذکر ایوارڈ، جامعہ کاملیہ مفتاح العلوم کلھوئی بازار کی جانب سے آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔

بیعت وارادت

آپ نے ۱۹۹۵ء میں ولی کامل، حضور خطیب البراہین، محدث بستوی، حضرت علامہ الحاج **صوفی محمد نظام الدین** علیہ الرحمہ خانقاہ نظامیہ قادریہ، اگیا شریف، سنت کبیر نگر کے دست حق پرست پر شرف بیعت حاصل کی۔

خلافت واجازت

آپ کی متانت وسنجیدگی اور خدمات کو دیکھتے ہوئے حوصلہ افزائی کے طور پر مورخہ ۱۶/ مارچ ۲۰۱۷ء کو کھجوریا نیپال کے ایک جلسے میں شہزادۂ خطیب البراہین، حبیب العلما حضرت علامہ الحاج **حبیب الرحمن** نظامی قادری دام ظلہ العالی سجادہ نشین خانقاہ عالیہ نظامیہ قادریہ، اگیا شریف، سنت کبیر نگر نے سلسلۂ عالیہ قادریہ، نظامیہ، برکاتیہ اور مورخہ ۱۰/ نومبر ۲۰۱۶ کو مفکر ملت حضرت علامہ

سید محمد اشرف صاحب قبلہ کچھوچھوی مد ظلہ العالی نے سلسلۂ اشرفیہ کی اجازت وخلافت عطا فرمائی۔

خلاصہ گفتگو یہ ہے کہ محب محترم حضرت علامہ غیاث الدین صاحب قبلہ کی شخصیت عوام وعلما سب کے مابین مقبول ومسلم ہے اور سبھی اُن کا یکساں احترام کرتے ہیں۔

میں صمیم قلب سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ رب العزت اپنے حبیب پاک صاحب لولاک ﷺ کے صدقہ وطفیل مولانا موصوف کو عمر خضر عطا فرمائے، دارین کی سعادتیں عطا فرمائے اور انھیں مزید خدمت دین متین اور خدمت خلق کرنے کا مخلصانہ جذبۂ بیکراں عطا فرمائے۔ اور قارئین سے بھی التجا ہے کہ محب محترم علامہ موصوف کی درازیِ عمر اور صحت وتندرستی اور خدمت دین میں اضافہ کے لیے دعا فرمائیں۔ آمین بجاہ سید المرسلین۔

مظہر علی نظامی علیمی

خادم التدریس: دار العلوم عربیہ اہل سنت نور العلوم پوکھر بھنڈا

ضلع روپندیہی (نیپال)

مورخہ ۳۰ مارچ ۲۰۱۷ء